مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ حضور کو روزانہ حرارت ہو جاتی ہے۔ گو پہلے کی نسبت کم۔ انگلی کا زخم خدا کے فضل سے بالکل اچھا ہو گیا ہے

۲۵۔ جون مقامی انصار اللہ کا آٹھواں تبلیغی وفد تبلیغ کے لئے بھیجا گیا۔

مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل ۲۵ جون عالم پور کوٹلہ ضلع ہوشیارپور تبلیغ کے لئے روانہ کئے گئے۔

۲۵ جون کی رات کو لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر انتظام ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بی۔ اے نے فرائض صدارت ادا کئے۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے نے کابل کے سابقہ حالات بیان کرتے ہوئے موجودہ حکومت کے خلاف کوشش کرنے والوں کی سخت مذمت کی۔ آخر میں ایسے لوگوں کے خلاف اظہار نفرت کا ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کافر اور مومن کے رؤیا میں فرق

"اللہ تعالیٰ نے وحی اور الہام کا مادہ ہر شخص میں رکھ دیا ہے کیونکہ اگر یہ مادہ نہ رکھا ہوتا۔ تو پھر حجت پوری نہ ہو سکتی۔ اس لئے جو نبی آتا ہے۔ اس کی نبوت اور وحی والہام کے سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی فطرت میں ایک ودیعت رکھی ہوئی ہے اور وہ ودیعت خواب ہے۔ اگر کسی کو کوئی خواب سچی نہ آئی ہو۔ تو وہ کیونکر مان سکتا ہے۔ کہ الہام اور وحی بھی کوئی چیز ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے۔ کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ اس لئے اُس نے یہ مادہ سب میں رکھ دیا ہے۔ میرا یہ مذہب ہے کہ ایک بدکار اور فاسق فاجر کو بھی بعض وقت سچی رؤیا آ جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی کوئی الہام بھی ہو جاتا ہے۔ گو وہ شخص اس کیفیت سے کوئی فائدہ اٹھائے یا نہ اُٹھائے۔ جبکہ کافر اور مومن دونوں کو سچی رؤیا آ جاتی ہے۔ تو پھر سوال یہ ہے۔ کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ عظیم الشان فرق تو یہ ہے۔ کہ کافر کی رؤیا بہت ہی کم سچی نکلتی ہے۔ اور مومن کی کثرت سے سچی نکلتی ہے۔ گویا پہلا فرق کثرت اور قلت کا ہے۔ دوسرے مومن کے لئے بشارت کا حصہ زیادہ ہے۔ جو کافر کی رؤیا میں نہیں ہوتا سوم مومن کی رؤیا مصفا اور روشن ہوتی ہے بحالیکہ کافر کی رؤیا مصفا نہیں ہوتی۔ چہارم مومن کی رؤیا اعلیٰ درجہ کی ہو گی"۔ (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۲ء)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

سلطان ابن سعود کی ایک تقریر

سلطان ابن سعود نے حاجیوں کے ایک مجمع عظیم میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مغرب کے نقال مغربی تقلید کو ہی شاہراہِ ترقی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ نیز آپ نے اس خیال کی بھی تردید کی۔ جو بعض لوگوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو یہودیوں کے ساتھ مل جانا چاہیئے۔ آپ نے کہا۔ ہر دو اقوام کے درمیان کوئی وجہ اشتراک یا اتحاد نہیں ہے۔

عراق اور حکومت خود اختیاری

عراق کے ہائی کمشنر سر فرانسس ہمفریز کا بیان ہے۔ کہ عراق حکومت خود اختیاری کے قابل ہو گیا ہے۔ اور اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ حکومت عراق اور عراق پٹرولیم کمپنی کے درمیان جو معاہدہ ہؤا ہے۔ اس سے عراق کی اقتصادی حالت میں نمایاں ترقی ہو گئی ہے۔

اعراب کے حقوق کی محافظ انجمن

مصری اخبار الاہرام لکھتا ہے۔ کہ اعراب کے حقوق کی محافظ انجمن کی شاخیں امریکہ۔ شام۔ عراق اور دیگر اسلامی ممالک میں کھُل گئی ہیں۔ اور تجویز کی گئی ہے۔ کہ فراہمی سرمایہ کی غرض سے مختلف مقامات پر صندوقچیاں رکھی جائیں۔

وسط امریکہ میں عربوں پر مظالم

جو عرب ترک وطن کر کے میکسیکو اور وسط امریکہ کی دوسری جمہوری ریاستوں میں گئے ہوئے ہیں۔ وہ ان ممالک کے باشندوں کے معاندانہ رویہ اور طرز عمل کی شکایت کرتے ہیں۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ بعض عرب قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اور کئی ایک کے مال و اسباب کو لُوٹ لیا گیا ہے۔ برطانی قنصل نے بھی انہیں کوئی مدد بہم نہیں پہنچائی۔

افغانستان کو سامان حرب

۱۸ر جون کو پشاور سے ڈاج موٹروں کے ۳۸ چھکڑے رائفلوں۔ کارتوسوں اور دیگر سامان حرب سے لدے ہوئے کابل کو روانہ ہوئے۔ یہ تیسری قسط ہے۔ کہا جاتا ہے۔ ابھی سامان کی کثیر مقدار آنیوالی ہے۔

کابل کا لوئی جرگہ

کابل کی غیر سرکاری اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ بعض اضلاع اور اقوام کے نمائندے پہنچ گئے ہیں۔ اور باقی ماندہ روانہ ہو چکے ہیں۔ اگرچہ انعقاد جرگہ کی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ مگر بہت جلد شروع ہو جائیگا۔ پہلے یہ اپریل میں ہؤا کرتا تھا۔

ایک مصری لیڈر کی وفات

مصر کے مشہور لیڈر واصف بک نے گزشتہ بدھ انتقال کیا۔ آپ مذہبًا عیسائی تھے۔ مگر جماعت وفد کے پُرجوش کارکُن تھے۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ تین لاکھ کا ہجوم تھا۔ جس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل تھے۔

مسٹر پکتھال کا ترجمہ قرآن

معاصر المقطم راوی ہے۔ کہ مسٹر مارماڈیوک پکتھال نے جو انگریزی ترجمہ قرآن کریم کیا ہے۔ حدود مصر میں اس کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ترجمہ ناقص ہے اور متعدد غلطیاں ہیں۔ شیخ ازہر کا خیال ہے۔ کہ گو یہ ترجمہ دوسروں سے بہتر ہے۔ مگر اس قابل نہیں۔ کہ مصر میں اس کی اشاعت کی اجازت دی جا سکے۔

نیو یارک میں مسجد کی تعمیر

مسلمانانِ پولینڈ مقیم نیو یارک نے بصرف زر کثیر نیو یارک میں ایک وسیع عمارت خرید کی ہے۔ تاکہ وہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ اس مسجد میں ایک اسلامی درسگاہ بھی ہوگی جس میں علومِ دینیہ کی تعلیم کا انتظام کیا جائیگا۔

حکومت مصر کے خلاف صدائے احتجاج

فلسطین کی خبریں مظہر ہیں۔ کہ مجلس عاملہ عربیہ نے مصری کونسل متعینہ قدس سے ملاقات کی۔ اور مصری حکومت نے فلسطینی پیداوار پر محاصل میں جو اضافہ کیا ہے۔ اس کے خلاف احتجاج کیا۔

کردی باغی اور حکومت عراق

معلوم ہؤا ہے۔ کہ کردی باغیوں کے اٹھارہ سر آوردہ اشخاص نے حکومت کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور شیخ محمود بھی جو ان کا سرغنہ ہے اطاعت اختیار کر چکا ہے۔

عراقی پارلیمنٹ کا غیر معمولی اجلاس

بغداد کی ایک اطلاع ہے۔ کہ حکومت عراق پارلیمنٹ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد کرنے والی ہے۔ جس میں بعض اہم تجاویز پیش ہونگی۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ مجلس شیوخ کو توڑ دیا جائے۔ اور نمائندوں کی تعداد کم کر دی جائے۔

جرمنی سے فارسی اخبارات کا اجراء

کچھ عرصہ پیشتر برلن سے کئی فارسی اخبارات نکلتے تھے۔ مگر بعد میں بند ہو گئے۔ اب معلوم ہؤا ہے۔ کہ ایک رسالہ جس کا نام "ستارۂ سُرخ" ہے۔ شہر برلن سے جاری کیا گیا ہے۔ اور ایک روزنامہ "پیکار" برلن سے شائع ہؤا کریگا۔

کابل میں رشوت ستانی کی سزا

مرزا عبد الصمد محاسب صدر دفتر پولیس کابل کو رشوت ستانی کے جرم میں ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ اور ایک ماہ قید کی سزا دی گئی ؛

بچہ سقا کے ایک حامی کو سزائے قید

بچہ سقا کے ایک کرنیل عبد الاحد کو ایک ٹریبیونل نے ناجائز اور خلاف قانون سرگرمیوں کی وجہ سے ۹ سال قید سخت کی سزا دی ہے۔

اٹلی کے خلاف جوش و خروش

طرابلس میں مسلمانوں پر اٹلی کے مظالم کی داستانوں سے اسلامی ممالک میں اس کے خلاف جذبۂ نفرت پیدا ہو رہا ہے دمشق میں چھوٹے چھوٹے عرب اطفال نے جمع ہو کر اٹالین عورتوں پر دواتوں کی سیاہی چھڑکنی شروع کر دی۔ پولیس نے ان لڑکوں کو گرفتار کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس طرح اہل اٹلی ہمارے بھائیوں کو دِق کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ان عورتوں کو تنگ کر رہے ہیں ؛

بٹالہ میں اہلحدیثوں سے مناظرہ

جماعت احمدیہ بٹالہ کو انجمن اہلحدیث نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ جسے منظور کر لیا گیا ہے۔ اور ۲۹ر جون بروز سوموار ½۵ بجے سے ۸ بجے شام تک حیات و وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر۔ اور ۳۰ر جون ۷ بجے سے ½۱۰ بجے صبح تک صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مناظرہ ہوگا۔

بٹالہ کے قرب و جوار کے دیہات کے دوست ۲۹ر جون کی شام کو واپس جا کر اگلے دِن صبح کے مناظرہ میں پھر پہنچ سکتے ہیں۔ رات کو بٹالہ میں صرف قیام کا انتظام کر دیا جائیگا۔ خوراک کا نہیں۔

۲۹ر جون کو تشریف لانے والے دوست ۵ بجے شام تک ریلوے سٹیشن بٹالہ پر جمع ہو جائیں۔

(عبد القیوم خان سکرٹری انجمن احمدیہ بٹالہ)

بغداد سے موصل تک ریلوے لائن

بغداد کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے۔ کہ کئی ہفتوں سے ایک برطانی کمپنی اور حکومت عراق میں ریلوے لائن کے متعلق گفت و شنید ہو رہی تھی۔ جو اب پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ اور بہت جلد کام شروع ہو جائیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۵۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷۔ جون ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور کے خلاف ہندوؤں کا بیہودہ شور و شر

ایک ہندو ہیڈ ماسٹر کی قابلِ مذمت حرکت

خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب انسپکٹر مدارس قسمت لاہور کے خلاف پنجاب کے ہندو اخبارات نے بغیر کسی وجہ کے جو فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ وہ اس حد تک پہونچ چکا ہے۔ کہ حکومت کو اس کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے۔ اور اپنے ایک ذمہ دار افسر کی عزت اور وقار کے قائم رکھنے کے لئے ضروری کارروائی کرنی چاہیئے جس سرکلر کی وجہ سے انسپکٹر صاحب کے خلاف ہندو شور مچا رہے ہیں۔ اس کی حقیقت سے گورنمنٹ ناواقف نہیں وہ سرکلر شیخ نور الٰہی صاحب نے جاری نہیں کیا۔ بلکہ عرصہ ہوا۔ ایک انگریز انسپکٹر نے جاری کیا تھا۔ پھر وہ صرف ہندی کے متعلق نہیں۔ بلکہ فارسی عربی اور گورمکھی کے متعلق بھی ہے لیکن باوجود اس کے ہندو اخبار شیخ صاحب موصوف کی ذات پر نہایت غیر شریفانہ حملے کر رہے ہیں۔ اور ان حملوں کی سفاہت اس درجہ تک پہونچ چکی ہے۔ کہ پرتاپ ۲۱۔ جون نے "شیخ نور الٰہی انسپکٹر سکولز کی مسلمان نوازی اور ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک حکم پکڑا گیا" کے عنوان سے ایک خط شائع کیا ہے۔ جس میں سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ ایک ہندو ہیڈ ماسٹر کو جس کا نام "پرتاپ" نے شائع نہیں کیا۔ بالفاظ "پرتاپ" انسپکٹر صاحب نے لکھا ہے :۔

"مجھے سخت حیرت ہے۔ کہ آپ کے سکول میں مسلم طلبہ کی تعداد کافی نہیں۔ طلبار کی کل تعداد ۲۲۳ ہے۔ اور اس میں صرف ۲۲ مسلمان ہیں۔ بورڈنگ ہوس میں کل ۴۸۔ بورڈرز ہیں۔ مگر ان میں صرف ۵ مسلمان ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس علاقہ میں سکھوں اور مسلمانوں کی مخلوط آبادی ہے۔ اور چونکہ سکول ڈسٹرکٹ بورڈ کا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ نواحی دیہات میں کوشش کر کے مزید مسلم طلبار کو سکول میں داخل کیا جائے"

اب ظاہر ہے کہ جس سکول کے ہیڈ ماسٹر کو انسپکٹر صاحب نے مندرجہ بالا حکم لکھا وہ نہ تو کوئی ڈی۔ اے۔ وی سکول ہے اور نہ خالصہ بلکہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا سکول ہے اور ایسے علاقہ میں واقع ہے۔ جہاں سکھوں اور مسلمانوں کی آبادی مخلوط ہے۔ اور چونکہ مسلمان بھی ڈسٹرکٹ بورڈ کے اخراجات ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ڈسٹرکٹ بورڈ سکول سے فائدہ اٹھانے کا انہیں بھی اسیطرح حق حاصل ہے جس طرح دوسروں کو۔

پھر یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ۲۲۳ طلبار میں سے صرف ۲۲ مسلمان ہیں۔ اور بورڈنگ ہوس کے ۴۸ بورڈرز میں سے صرف ۵ مسلمان۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ مسلمان طلبار کے اس سکول سے فائدہ اٹھانے میں کوئی خاص رکاوٹ ہے۔ اور یہ رکاوٹ اس ہندو ہیڈ ماسٹر کے وجود کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ جس نے اپنے اعلیٰ افسر کا وہ حکم جس میں اسے ... My dear ... Ram کے دوستانہ خطاب سے مخاطب کیا گیا۔ دفتر "پرتاپ" میں اس لئے پہنچا دیا۔ کہ وہ اپنے تعصب اور شرارت کا اس کے ذریعہ اظہار کرے۔

"پرتاپ" نے اس خط کو "تازہ ثبوت" قرار دیا ہے اس لحاظ سے اس نے خط میں بغیر مہینہ کے جو ۸ تاریخ شائع کی ہے۔ وہ جون ہی کی ۸ تاریخ سمجھی جاسکتی اس سے اس عجلت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جو ہیڈ ماسٹر مذکور نے اپنے افسر اعلیٰ کا حکم بجنسہٖ دفتر "پرتاپ" میں پہنچانے کے لئے اختیار کی ۸ تاریخ کا ڈلہوزی سے لکھا ہوا حکم جلد سے جلد ۱۰ کو ہیڈ ماسٹر کے پاس پہنچا ہو گا۔ اور چونکہ ۲۱ جون کے پرتاپ میں اسے شائع کر دیا گیا۔ جو یقیناً ۲۰ جون کو تیار ہو چکا تھا۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ ۱۰ کو یعنی دوسرے ہی دن دفتر پرتاپ میں وہ خود پہنچا دیا گیا ؛

کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ہیڈ ماسٹر مذہبی تعصب کی وجہ سے مسلمان طلبار کے سکول میں داخل ہونے میں خود روک ہے۔ کیونکہ جب اسے نہایت نرم طریق سے جس کا وہ قطعاً مستحق نہ تھا۔ اپنی قابل سرزنش اور ناپسندیدہ روش بدلنے کے لئے افسر اعلیٰ نے لکھا۔ تو وہ اتنی سی بات بھی برداشت نہ کر سکا۔ اور سرکاری حکم لے کر ایسے اخبار کی طرف اٹھ دوڑا جو انسپکٹر صاحب موصوف کے خلاف بیہودہ سرائی میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔ تاکہ اس کے لئے شرارت کا مزید سامان مہیا کرے۔

ان حالات میں ہم پوچھتے ہیں۔ کیا جس سکول کا ہیڈ ماسٹر اس قماش کا ہو جس کے سکول میں مسلمان طلبار کی تعداد اس کے متعصبانہ رویہ کی وجہ سے نہایت ہی قلیل ہو۔ جو ایسے سکول کا ہیڈ ماسٹر ہو۔ جو ڈسٹرکٹ بورڈ کا سکول ہو۔ اور ایسے علاقہ میں ہو۔ جہاں سکھوں اور مسلمانوں کی مخلوط آبادی ہو۔ اس کے افسر اعلیٰ کو اتنا بھی لکھنے کا حق نہیں ہے۔ کہ "نواحی دیہات میں کوشش کر کے مزید مسلم طلبار کو سکول میں داخل کیا جائے"۔ اور کیا ہندو اخبار اس قسم کے حکم کے خلاف بے ہودہ سرائی کر کے یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہر ہندو ہیڈ ماسٹر کو اپنے افسر اعلیٰ کے مقابلہ میں اتنا گستاخ اور ایسا سرکش بنا دیں۔ کہ وہ افسر کے حکم کی تعمیل کرنے کی بجائے اسے ہندو اخبارات کے دفتروں میں پہونچا دیا کرے ؛

ہمارے نزدیک محکمہ تعلیم کو اس ہیڈ ماسٹر کے خلاف سخت نوٹس لینا چاہیئے۔ جس کے نام کا سرکاری خط "پرتاپ" نے شائع کیا ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ اس خط میں کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے انسپکٹر صاحب پر کوئی حرف آسکتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس نے محکمانہ بد دیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اس لئے کیا ہے کہ کیوں ایک ذمہ دار افسر نے ہندو ہیڈ ماسٹر کو اپنا متعصبانہ رویہ بدلنے کے لئے کہا۔ ہیڈ ماسٹر اگر اس حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ اور اسے ناواجب سمجھتا تھا۔ تو اسے چاہیئے تھا۔ کہ اس کے متعلق محکمانہ کارروائی کراتا۔ اسے یہ قطعاً حق حاصل نہ تھا۔ کہ ایک سرکاری حکم "پرتاپ" کے دفتر میں پہونچا دیتا ؛

ایسا متعصب اور کینہ ور ہیڈ ماسٹر تو سخت سرزنش کا مستحق تھا۔ اور انسپکٹر صاحب کا فرض تھا۔ کہ اس کے متعلق سخت نوٹس لیتے۔ مگر انہوں نے اس سے نہایت نرمی کا سلوک کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ الٹا اور زیادہ شرارت پر آمادہ ہو گیا۔ مسلمان اخبارات کو ایسے متعصب اور شرارت پسند ہیڈ ماسٹر کے خلاف پر زور آواز اٹھانی چاہیئے۔ اور وزارت تعلیم سے مطالبہ کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے متعلق ضروری کارروائی کرے جس نے محض اس لئے انسپکٹر صاحب کے خلاف ہندو اخبارات کی فتنہ پردازی میں حصہ لیا۔ کہ اسے مسلمان طلبار کے خلاف اپنی بے ہودہ روش بدلنے کے لئے کہا گیا۔ اور محض اس لئے ایک سرکاری حکم "پرتاپ" کے دفتر پہنچا کر محکمانہ ..... [illegible] بالکل بری ہیں ؛

ساہوکارہ ایکٹ کا نفاذ

گورنمنٹ پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ ساہوکارہ ایکٹ جو ۱۹۳۰ء میں تمام مراحل طے کرنے کے بعد پاس ہو چکا ہے۔ یکم جولائی ۱۹۳۱ء سے نفاذ پذیر ہو جائے گا۔ یعنی اس تاریخ سے تمام ساہوکاروں اور دوکانداروں کے لئے جو سود پر لوگوں کو قرض دیتے ہیں۔ ضروری ہوگا۔ کہ (۱) ہر ایک قرضہ لینے والے کا حساب علیحدہ علیحدہ رکھیں (۲) ہر ششماہی کے بعد جو ۳۰- جون اور ۳۱- دسمبر کو ختم ہوگی۔ گورنمنٹ کے مقرر کردہ فارم پر مقروض کے حساب کی تفاصیل اسے روانہ کی جائیں۔ اگر کوئی ساہوکار ششماہی رپورٹ نہ بھیجیگا۔ تو اسے اس ششماہی کا سود اس وقت تک نہیں ملے گا جب تک وہ عدالت کے سامنے رپورٹ نہ بھیجنے کی کافی وجہ نہ بیان کرے گا۔

اس میں شک نہیں۔ کہ اس ایکٹ کے نفاذ کی وجہ سے قرضدار سود خواروں کے بہت سے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہ سکیں گے۔ لیکن پھر بھی سود اتنی بڑی لعنت ہے۔ کہ جو اس میں مبتلا ہو جائے۔ اس کا سنبھلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ سود پر قطعاً قرض نہ لیا جائے۔ اور اگر مجبوری کی انتہائی صورت پیدا ہو جائے۔ تو زمیندارہ بنکوں اور کواپریٹو سوسائٹیز سے لین دین کیا جائے۔

مسلمانان کانپور اور گاندھی جی

کانپور میں بیچارے مسلمانوں پر ہندوؤں کی طرف سے جو شرمناک مظالم توڑے گئے۔ ان کے گھر بار کو لوٹا۔ اور نذر آتش کیا گیا۔ ان کی عورتوں اور بچوں تک کو تہ تیغ کیا گیا۔ یہ ایسے روح فرسا واقعات ہیں۔ جو زندہ رہنے والوں کو مدتوں یاد رہیں گے۔ اور انہیں خون کے آنسو رلاتے رہیں گے۔ لیکن ہندو چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان یہ سب باتیں یکسر بھول جائیں۔ اور ہندوؤں کو اپنا محسن سمجھنے لگ جائیں۔ اس مقصد کے لئے اب کہا جا رہا ہے "کہ کانپور کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑے کو مہاتما گاندھی جی کے سامنے رکھا جائے گا" (ملاپ ۱۹- جون ۱۹۳۱ء)

لیکن کیا یہ وہی گاندھی جی نہیں۔ جنہوں نے باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ فسادات کانپور کی ابتدا ہندوؤں کی چیرہ دستیوں سے ہوئی۔ اور یہ اعتراف کرنے کے کہ مسلمانوں پر بہت بڑی زیادتی ہوئی۔ پھر بھی مسلمانوں کے نقصانات کا خیال تک نہ کیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے کانپور جا کر ان کی حالت دیکھنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی۔ ایسے شخص سے مسلمانوں کو بھلائی کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اب اگر گاندھی جی کانپور جائیں گے۔ تو محض اس لئے کہ تباہ حال مسلمانوں پر ڈورے ڈال کر انہیں گورنمنٹ سے انصاف حاصل کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ مگر ہمیں امید ہے۔ کہ کانپور کے مسلمان قطعاً انہیں موہنہ نہ لگائیں گے۔

مسلمانوں میں کیوں سمجھوتہ نہ ہو سکا

مسلمانوں سے سمجھوتہ کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے گاندھی جی کے گول میز کانفرنس میں شامل ہونے پر آمادہ ہو جانے اور پھر کانگرس کی مجلس عاملہ سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لینے کے بعد جو یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کانگرسی ہندو اپنے قابو یافتہ مسلمانوں کا جنہیں انہوں نے نیشنلسٹ کا خطاب دے رکھا ہے۔ دوسرے مسلمانوں سے کوئی سمجھوتہ نہ ہونے دیں گے۔ وہ درست ثابت ہوا اور وہ کانفرنس جو نواب صاحب بھوپال کی سعی سے پہلے بھوپال میں اور پھر شملہ میں منعقد ہو رہی تھی۔ اور جس میں یہ کوشش کی جا رہی تھی۔ کہ مسلمانان ہند اپنے سیاسی مطالبات پر متحد ہو جائیں تازہ اطلاعات کے مطابق ناکامی پر ختم ہو گئی۔

اس وقت تک جس قدر خبریں موصول ہو چکی ہیں۔ اور جو تمام کی تمام جمہور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف کام کرنے والی ایجنسیوں کی طرف سے ہیں۔ ان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سمجھوتہ کے ناکام رہنے کی ساری ذمہ واری کانگرسی مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے باوجود یہ جاننے کے کہ مسلمانوں کا نہایت ہی قلیل حصہ ان کا ہم خیال اور ہم رائے ہے۔ کانفرنس میں نہایت متمردانہ رویہ اختیار کیا۔ جس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ مسلمانوں کے مفاد کو پس پشت ڈالتے ہوئے کانگرس کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ اور جو کچھ ان کے کانوں میں پھونکا جاتا ہے۔ وہی آگے بیان کر دیتے ہیں۔

جمہور مسلمانوں کے نمائندوں کی نیک نیتی اور مصالحت جوئی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ انہوں نے سوائے ایک مطالبہ کے باقی سارے کے سارے مطالبات میں کانگرسی مسلمانوں کے ساتھ اتفاق کر لیا۔ اور اس ایک مطالبہ میں بھی پہلے انہوں نے اس حد تک ترمیم کر دی۔ کہ جداگانہ انتخابات فی الحال دس سال کے لئے جاری رکھا جائے۔ اس عرصہ کے بعد اس معاملہ کو سنٹرل لیجسلیچر کے سپرد کیا جائے۔ اور اگر اس کا یہ فیصلہ ہو کہ صوبجاتی کونسل کے دو تہائی منتخب شدہ مسلمان ممبران جداگانہ انتخاب کی بجائے مشترکہ انتخاب جاری کرنے کے مخالف نہیں تو پھر مشترکہ انتخاب جاری کر دیا جائے۔ لیکن کانگرسی مسلمانوں نے اسے منظور نہ کیا۔ پھر اس میں دس کی بجائے پانچ سال کی ترمیم کر دی گئی۔ مگر پھر بھی شرف قبولیت نہ حاصل ہو سکا۔ حتےٰ کہ ایسوسی ایٹڈ پریس کو یہ لکھنا پڑا۔ کہ "مولانا شوکت علی وغیرہ سمجھوتہ کے لئے بے تاب ہیں"۔ اس کے مقابلہ میں ڈاکٹر انصاری کی پارٹی انکار پر انکار کرتی چلی گئی۔

ڈاکٹر انصاری کی پارٹی قطعاً یہ طریق عمل اختیار نہ کرتی اگر اسے کسی اور طرف سے سہارا نہ حاصل ہوتا۔ اگرچہ اس کانفرنس کی ناکامی نہایت ہی افسوسناک ہے۔ لیکن مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ جب وہ کئی کروڑ ہندوؤں کی مخالفانہ جد و جہد کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ تو چند ایسے لوگوں کی بھی پروا نہ کریں جو گو مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کے قبضہ میں آئے ہوئے ہیں۔

گاندھی جی سے کیوں صلح نہیں ہو سکتی

ہندو اخبارات مولانا شوکت علی کے اس فقرہ پر بہت غصہ و ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ جو انہوں نے حال ہی میں کہا ہے۔ کہ:-

"مسلمان منجے اور پرمانند سے تو صلح کر سکتا ہے۔ لیکن گاندھی سے نہیں کر سکتا"۔

حالانکہ بات بالکل صحیح ہے۔ بے شک پرمانند اور منجے مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے لئے ہر لمحہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ لیکن کھلے دشمن ہیں۔ ان کی ضرر رسانیوں کا مقابلہ کر کے انہیں صلح کے لئے آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن گاندھی جی چھپے دشمن ہیں۔ وہ ظاہر تو یہ کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ بڑے ہمدرد ہیں۔ لیکن دراصل ان کی کوشش یہ ہے۔ کہ مسلمانوں پر ہندوؤں کو مسلط کر دیں۔ اور ہندوستان میں ہندو راج قائم کر لیں۔

چونکہ یہ طریق عمل گاندھی جی کی طبیعت ثانیہ بن چکا ہے اور مسلمان اس کی ضرر رسانی سے واقف ہو گئے ہیں اس لئے ممکن نہیں۔ کہ جب تک گاندھی جی اپنے اندر انقلاب عظیم پیدا نہ کریں۔ ان سے صلح ہو سکے۔

پبلک سروس کمیشن اور مسلمان

اگر سول اینڈ ملٹری گزٹ کے شملوی نامہ نگار کے اس خیال میں کچھ بھی واقعیت پائی جاتی ہے۔ کہ پبلک سروس کمیشن کے ایک مسلمان ممبر آنریبل سید رضا علی کے اکتوبر میں چلے جانے پر جو جگہ خالی ہوگی اس کے لئے سکھوں نے مطالبہ کیا ہے۔ اور کسی سکھ کے مقرر ہو جانے کا امکان ہے تو یہ بات مسلمانوں کے لئے نہایت ہی رنجدہ ہوگی۔ اگر یہ سروس کمیشن صرف پنجاب کے لئے مقرر ہوتا۔ تو اس میں کسی سکھ کو شامل کئے جانے کا مطالبہ قابل غور ہو سکتا تھا۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ مسلمانوں کی مؤثر نمائندگی کا انتظام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

بٹالہ میں جماعت احمدیہ کا جلسہ اور نمایاں فتح

مذہبی پیشواؤں کے مقابلہ میں گاندھی جی کی کوئی حقیقت نہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ر جون سنہ ۱۹۳۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

پچھلے دنوں بٹالہ میں ایک مقامی انجمن کا جلسہ ہوا تھا۔ اور اس میں ہمارے دوستوں کو بھی چیلنج دیا گیا تھا۔ اس لئے وہاں کی مقامی جماعت کی درخواست پر صیغہ دعوت و تبلیغ کی طرف سے بٹالہ میں ایک احمدیہ جلسہ کا بھی انتظام کیا گیا۔ اس جلسہ کے متعلق

بعض باتیں

میں اس وقت کہنی چاہتا ہوں۔

ایک تو میں اس بات پر افسوس کرتا ہوں۔ کہ باوجود اس کے کہ ہماری جماعت کا ایک ذمہ وار افسر مجسٹریٹ ضلع سے یہ معاہدہ کر کے آیا تھا۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ اس جلسہ کے ایام میں اپنے

ہاتھوں میں سونٹے

نہیں رکھیں گے۔ پھر بھی جماعت کے بعض لوگوں کے پاس سونٹے رہے۔ اس کی دو ہی تشریحیں ہو سکتی ہیں۔ اور وہ دونوں ہی افسوسناک ہیں۔

ایک تو یہ تشریح ہو سکتی ہے۔ کہ وہ

ذمہ وار افسر

جنہوں نے معاہدہ کیا تھا۔ کہ ہماری جماعت کے دوست ان ایام جلسہ میں اپنے ہاتھ میں سونٹے نہیں رکھیں گے۔ انہوں نے اس اعلان کو پوری طرح پھیلایا نہیں۔ معمولی اعلان کر دیا۔ مگر تعہد کے طور پر ساری جماعت میں انہوں نے اعلان نہ کرایا۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔ کہ جہاں ہزار بارہ سو یا چودہ سو کا اجتماع ہو۔ وہاں سارے کے سارے دوست ایک وقت اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کچھ لوگ احتیاجوں کے رفع کے لئے باہر جاتے ہیں۔ کچھ پورا وقت کے لئے بیٹھ نہیں سکتے۔ اور انہیں ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے جسم کو حرکت دینے کے لئے باہر جائیں ایسے لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہو سکتا۔ کہ باقی دوستوں سے سونٹے لے لئے گئے ہیں پس یا تو یہ صورت پیش آئی۔ اور اگر یہی صورت پیش آئی۔ تو یہ بھی

قابل اعتراض

ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص ہماری جماعت کی طرف سے ایک معاہدہ کر کے آتا ہے۔ تو وہ اپنی ذات کی طرف سے معاہدہ نہیں کرتا۔ بلکہ جماعت کی طرف سے کرتا ہے۔ اور احمدیہ جماعت کا لفظ ایسا بے قیمت نہیں۔ کہ اس نام پر جب کوئی معاہدہ کیا جائے تو اسے جب چاہے توڑ دیا جائے۔ پس اگر ذمہ وار افسر نے جماعت کے سب لوگوں کو آگاہ نہیں کیا۔ اور اپنے نمائندے ایسے مقرر نہ کئے جنہوں نے تمام جگہوں میں گھوم گھوم کر لوگوں کو اس معاہدہ سے آگاہ کیا ہو۔ تو اس نے ایک خطرناک جرم کیا۔ اور جماعت کی بدنامی کا موجب بنا۔

دوسری صورت

یہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس افسر نے تو اپنے عہد کو نباہ دیا۔ اور یہ اعلان کروا دیا ہو۔ کہ کوئی شخص اپنے ہاتھ میں سونٹا نہ رکھے۔ اور سب کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہو۔ کہ ہاتھوں میں سونٹا رکھنے کی اجازت نہیں۔ مگر پھر بھی بعض افراد نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ اگر واقعی ایسا ہی کیا گیا۔ اور اس ذمہ وار افسر نے تمام افراد کو اطلاع دے دی مگر پھر بھی بعض افراد نے خواہ وہ ایک فیصدی ہی کیوں نہ ہوں۔ اس حکم کی تعمیل نہیں کی۔ تو یہ بھی

افسوسناک بات

ہے کیونکہ خواہ قلیل حصہ ہی اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ تب بھی اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کی نافرمانی کی جس میں آپ نے فرمایا ہے۔ من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصا امیری فقد عصانی یعنی جس نے میرے مقرر کردہ

امیر کی اطاعت

کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ پس یہ دو ہی صورتیں ہیں جن میں سے کوئی نہ کوئی پیش آئی۔ تیسری کوئی صورت میری سمجھ میں نہیں آتی۔ انہی دو صورتوں میں سے ایک نہ ایک کو درست اور صحیح تسلیم کرنا پڑے گا۔ یا تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ اس افسر نے جماعت کو پورے طور پر اطلاع نہیں دی۔ اور اس صورت میں قصور اس کا اپنا تھا جماعت کا نہیں۔ اور یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس نے اعلان تو کر دیا۔ مگر جماعت کے بعض لوگوں نے خواہ وہ کتنے ہی قلیل کیوں نہ ہوں۔ اس حکم کی اطاعت نہیں کی۔ اور یہ دونوں صورتیں جماعت کی پیشانی پر

بدنما دھبہ

ہیں۔ اور دشمنوں کو حرف گیری کا موقعہ دیتا ہے۔

آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آپ اپنی تعداد کے لحاظ سے مخالفین کے مقابل میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں

پنجاب میں ہماری جماعت

سب سے زیادہ ہے۔ اور اگرچہ گورنمنٹ کی مردم شماری ہماری جماعت کے متعلق ایسی نہیں۔ جس پر اعتبار کیا جا سکے۔ مگر بہر حال گذشتہ مردم شماری میں ہماری تعداد پنجاب میں ۲۸ ہزار تھی۔ اور اس دفعہ پنجاب میں ۵۵ ہزار احمدی قرار دیے گئے۔ سرکاری لحاظ سے ہماری تعداد گذشتہ مردم شماری کی نسبت دگنی ثابت ہو گئی۔ مگر ہم جانتے ہیں۔ یہ تعداد بالکل غلط ہے۔ ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں میں ۲۳۴ مرد لکھے گئے۔ اور صرف ۲۳ عورتیں۔ حالانکہ جس قدر مرد ہوں عموماً اسی قدر عورتیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ مگر لکھی گئیں۔ صرف ۲۳ اسی طرح

بٹالہ کی تحصیل

میں نہایت غلط مردم شماری کی گئی۔

قادیان میں ہی ۵۲ سو کے قریب احمدی ہیں۔ اور اگر ننگل نواں پنڈ۔ ٹھیکری والہ اور دوسرے گاؤں جو قادیان کے اردگرد ہیں۔ ملا لئے جائیں۔ تو اسی جگہ کی جماعت ساڑھے چھ ہزار کے قریب بن جاتی ہے۔ مگر بٹالہ کی ساری تحصیل کے کل احمدی ۸ ہزار لکھے گئے حالانکہ بٹالہ سے پرے گاؤں کے گاؤں ایسے ہیں۔ جہاں احمدیوں کی بہت کثرت ہے۔ مثلاً دہرم کوٹ۔ ونجواں بھٹواں۔ اور کھارا بھی بٹالہ میں ہی ہے پھر پاس ہی چار یا پانچ میل کے فاصلہ پر سیکھواں اور تلونڈی جھنگلاں ہے۔ ان تمام گاؤں کے احمدیوں کی مجموعی تعداد بھی ۱۰ ہزار سے کم نہیں۔ اور اس لحاظ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ تحصیل بٹالہ کی کل احمدی آبادی کتنی ہو گی۔ مگر قادیان کے اردگرد جہاں ہم نے

کوشش کی تھی۔ کہ مردم شماری صحیح لکھی جائے۔ وہاں بھی بعض جگہ اس سے بھی کم مردم شماری ہوئی۔ پس اس قسم کی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

سرکاری مردم شماری

پر اعتبار تو نہیں کیا جا سکتا۔ مگر پھر بھی دنیا اسی سے اندازہ لگاتی ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی تعداد مردم شماری والی تعداد سے بڑھا بھی لیں۔ کیونکہ ہماری تعداد واقعی پنجاب میں اس سے بہت زیادہ ہے۔ تو ان کمزور احمدیوں کو چھوڑ کر جو اپنا نام ظاہر نہیں کرتے

پنجاب کے معروف احمدی

دو لاکھ کے قریب بن جائیں گے۔ پھر بھی دو لاکھ اڑھائی کروڑ کے مقابل میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ سو کے مقابلہ میں ایک بھی احمدی نہیں بنتا۔ مگر وجہ کیا ہے۔ کہ آپ لوگوں کا اس قدر رعب ہے اور کیوں دنیا خیال کرتی ہے۔ کہ آپ لوگوں میں

غیر معمولی طاقت اور قوت

پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ محض اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں۔ ۵۵ ہزار نہ سہی۔ اگر احمدیوں کو ۲۵ ہزار بھی سمجھ لو۔ تب بھی ان کا مقابلہ کرنا آسان کام نہیں۔ کیونکہ یہ تمام لوگ

ایک ہاتھ پر جمع

ہیں۔ اور جہاں بھی انہیں اشارہ ہو۔ ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار ہیں اور اگر ۲۵ ہزار بھی مرنے مارنے پر تیار ہو جائیں۔ تو انہیں تھوڑا خیال کرنا سخت غلطی ہوتی ہے۔

پس

یاد رکھیں

کہ آپ لوگوں کا تمام تر رعب اور وہ عزت اور وقار جو سلسلہ کو حاصل ہے۔ محض اطاعت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ کثرتِ تعداد کے لحاظ سے مسلمان کم نہیں۔ مگر وہ پراگندہ ہیں اس وجہ سے انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ اگر کثرت ہی کی وجہ سے کوئی قوم معزز ہو سکتی۔ تو مسلمان آج کیوں ذلیل ہوتے۔ مگر ان کی تو کوئی عزت نہیں لیکن آپ لوگوں کو

ایک نمایاں درجہ

حاصل ہے۔ اور ایسی طاقت آپ لوگوں کے اندر پائی جاتی ہے۔ جسے دوسرے لوگ محسوس کرتے ہیں۔ یہ مقام محض اطاعت کی وجہ سے آپ لوگوں کو حاصل ہوا ہے۔ اس میدان میں اپنے آپکو نیل کر دو۔ پھر کوئی نہیں۔ جو تمہاری طاقت کا قائل ہو اور تمہارے رعب سے دل میں خوف زدہ ہو۔ پس اپنے ہاتھ سے اپنی ذلت لانا۔ کوئی معقول بات نہیں ہو سکتی۔ میں اس کی تحقیقات کراؤں گا اور

کمیشن بٹھا کر اس بات

کا فیصلہ کراؤں گا کہ آیا۔ اس ذمہ وار افسر نے صحیح طور پر تمام لوگوں کو اطلاع دیدی تھی۔ یا نہیں۔ اور اگر دیدی تھی۔ تو وہ لوگ جو باوجود اطلاع کے سونٹے ہاتھ میں لئے رہے۔ ان کے ناموں کا پتہ لگا کر تنبیہہ کی جائیگی۔ بلکہ تنبیہہ کی بھی ضرورت نہیں۔ ان کا فعل ایسا ہوگا۔ جو خود انہیں شرمندہ اور نادم کرنے کیلئے کافی ہوگا۔ اور اگر یہ ثابت ہوا۔ کہ اس افسر نے جماعت کو اس بات سے پورے طور پر آگاہ نہیں کیا تھا۔ تو اس کے خلاف کارروائی کی جائیگی کیونکہ وہ وقار جو ہماری جماعت کا تمام لوگوں کی نظروں میں تھا اس کو اس نے صدمہ پہنچایا۔ مخالف لوگ ہمارے ایمان کے تو قائل ہی نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو تو وہ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ صرف ایک ہی چیز ہے۔ جس کے وہ قائل ہیں اور جس کا ان کے دلوں پر گہرا اثر ہے۔ اور وہ

سلسلہ کا وقار

اور اس کی شان اور عظمت ہے۔ اس صورت میں گویا وہ ایک ہی چیز جس کا مخالفین کے قلوب پر اثر ہے۔ اس افسر نے اپنی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے اسے نقصان پہنچایا۔ پس اس غفلت کے ثابت ہو جانے پر اس افسر کے خلاف کارروائی کی جائیگی۔ لیکن جو ہوا سو ہوا۔

آئندہ کے لئے

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ کہیں جائیں۔ تو اگر خلیفۂ وقت ساتھ ہو۔ تو اس کی ورنہ جو بھی افسر ہو۔ اس کی ایسی اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ کہ دشمن خواہ وہ کسقدر نابینا ہی ہو آپ لوگوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کو دیکھ کر اقرار کرے۔ کہ اس جماعت کو اطاعت میں جو درجہ حاصل ہے۔ اس کی دنیا میں کہیں نظیر نہیں ملتی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

اطاعت پر اس قدر زور دیا جاتا تھا۔ کہ لوگ بعض دفعہ اطاعت میں غلو کر جاتے تھے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کو امیر بنا کر بھیجا گیا۔ کسی مقام پر صحابہ رضہ اور اس امیر میں اختلاف ہو گیا۔ امیر کہنے لگا۔ تم پر میری یہاں تک اطاعت فرض ہے۔ کہ اگر میں آگ جلا کر تم سب کو حکم دوں کہ اس میں کود پڑو۔ تو تمہیں کودنا ہوگا۔ اس پر بعض صحابہ نے کہا یہ معصیت ہے۔ کیونکہ جب شریعت کہتی ہے۔ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ۔ کہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ تو آپ کے حکم پر ہم آگ میں کس طرح کود سکتے ہیں۔ مگر بعض نے کہا۔ بے شک ہم آگ میں بھی کود پڑیں گے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تم آگ میں کود پڑتے تو خودکشی کرتے۔ کیونکہ جہاں کسی حکم کے متعلق شریعت کی نصوص بینہ موجود ہوں۔ وہاں اگر ان کے خلاف حکم دیا جائے۔ تو اس حکم میں اطاعت فرض نہیں ہوتی۔ مگر باوجود اس کے اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر اطاعت پر زور دیا کرتے تھے۔ کہ آپ نہیں بلکہ آپ کے مقرر کردہ امیر کے حکم پر بھی صحابہ کی جماعت میں سے ایک حصہ باوجود یہ جاننے کے کہ خودکشی حرام ہے۔ آگ میں کود پڑنے پر تیار ہو گیا پس

اطاعتِ امیر

کوئی معمولی بات نہیں۔ جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ ہمیشہ ایک نظام کے ماتحت رہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ پہلے دو دن بٹالہ میں کوئی خاص انتظام نہ تھا جس کی وجہ سے بعض لوگ شہر میں پھرتے رہے۔ اور اس وجہ سے جلسہ میں حاضری بھی کافی نہ تھی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ لوگوں پر مختلف

امراء کا تقرر

نہ کیا گیا تھا۔ اگر مختلف ٹولیوں میں لوگوں کو تقسیم کر کے ہر ٹولی کا ایک علیحدہ امیر بنا دیا جاتا۔ اور لوگ جہاں بھی جاتے اپنے اپنے امیر سے اجازت لیکر جاتے۔ اور پھر وہ سارے امراء اس امیر ایسا لجیش کے ماتحت ہوتے۔ جو یہاں سے مقرر کیا گیا تھا۔ تو کبھی اس طرح پراگندگی واقع نہ ہوتی۔ پس آئندہ کے لئے جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ امیروں کی بھی اطاعت کرے اور امیر الامراء کی بھی۔ مگر بہر حال اگر ہماری جماعت کی طرف سے کوتاہیاں بھی ہوئیں تب بھی

خدا کا شکر ہے۔

کہ دشمنوں پر ایسا رعب بیٹھا۔ کہ باوجود مباحثہ کے لئے بار بار بلانے کے وہ اپنے گھروں سے نہیں نکلے۔ یہ احمدیت کی ایسی

نمایاں فتح

ہے۔ کہ اگر ان میں ذرا بھی شرم و حیا ہوئی۔ تو وہ آئندہ احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج نہیں دیں گے۔ ہمارے دشمنوں نے اس جلسہ کے متعلق

بعض عجیب غریب باتیں

شائع کرائی ہیں۔ ایک اخبار میں میں نے پڑھا۔ اور مجھے پڑھ کر ہنسی آئی۔ کہ چار ہزار احمدی۔ نیزوں۔ تلواروں۔ بلموں اور اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر بٹالہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور شہر میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا۔ ہمارے متعلق تو جو خبر انہوں نے شائع کرائی۔ وہ بہرحال جھوٹی ہے۔ مگر اپنے متعلق جو انہوں نے لکھا وہ جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ احمدیوں کے جانے پر ان پر سخت

خوف و ہراس

طاری ہو گیا تھا۔ پس یہ کتنا بڑا خدا کا فضل ہے۔ کہ آپ لوگ قلیل تعداد میں وہاں جاتے ہیں۔ اور پھر بعض سے کوتاہیاں بھی سرزد ہوتی ہیں۔ مگر

تیس ہزار کی آبادی کا شہر

ڈرنے لگتا ہے۔ اور ڈرتا بھی کس سے ہے۔ خدا کے واحد کے مسیح احمد

کی بھیڑ دال ہے۔ جس کی بھیڑوں سے جو لوگ ڈر گئے۔ وہ اس کے شیروں کے مقابل کس طرح آ سکتے ہیں۔ احمدیہ جماعت کا طریق عمل موجود ہے۔ احمدی ہمیشہ حملے کے جواب میں لڑتے ہیں۔ خود کبھی ابتداء نہیں کرتے۔ چنانچہ انہوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ ہم لوگ امن اور سکون سے رہے۔ وگرنہ یہ لوگ حملہ کر دیتے۔ اس طرح انہوں نے تسلیم کر لیا۔ کہ اگر ان کی طرف سے چھیڑ خوانی ہوتی۔ تو احمدی بھی جواباً حملہ کرتے۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ وہ لوگ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ احمدی کبھی

ابتدائے حملہ

نہیں کرتے۔ بلکہ جواباً حملہ کیا کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو دوسروں کے حملوں کے جواب میں حملہ کیا کریں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اگر ان پر اعتراض ہو۔ تو پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اعتراض وارد ہو گا۔

کسی نادان نے یہ باتیں اس قوم کے

اخبار ملاپ میں

شائع کرائی ہیں۔ جو ہمیشہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ اعتراض کرتی چلی آئی ہے۔ کہ آپ نعوذ باللہ خونخوار تھے۔ اور آپ کی تمام جنگیں ظالمانہ تھیں۔ اسے شائع کراتے وقت اتنی بھی سمجھ نہ آئی۔ کہ ایسی باتیں میں ایسے اخبار میں شائع کرا کے خود اعتراض کا موقعہ دے رہا ہوں۔ مگر کچھ بھی ہو۔ اس نے ایسا کیا۔ اور اپنی حماقت کا ثبوت دیا۔

پس اس وقت ایک تو میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ پوری پوری اطاعت کا مادہ پیدا کرو۔ اور دوسرے اللہ تعالےٰ کے احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے باوجود ہماری کمزوری کے ایسی نمایاں فتح دی جس کا دشمن کو بھی اقرار کرنا پڑا۔ اگرچہ الفاظ ایسے کھلے نہ ہوں۔ مگر غور کرنے والے کے لئے ان الفاظ سے اس حقیقت کا سمجھنا کچھ بھی مشکل بات نہیں۔

اس کے بعد میں

ایک مضمون کے متعلق

کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو شالہ میں غیر احمدیوں کے جلسہ میں ایک شخص نے بیان کیا۔ میں نے سنا ہے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے اپنے جلسہ میں بیان کیا۔ کہ احمدیوں کے مقابل پر ہمیں کسی کوشش کی ضرورت نہیں۔ سیاسی طور پر مسلمان کانگریس کی مدد کریں۔ احمدی ہمیشہ سے خوشامدی چلے آئے ہیں۔ چنانچہ ان کا پیر بھی خوشامدی ہی تھا۔ جس دن ہمیں حکومت ملی۔ اور میں وزیر اعظم ہو گیا۔ یہ لوگ میرے بوٹ چاٹا کریں گے۔ اور گاندھی جی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ مسلمانوں کو اس کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ یہی وہ شخص ہے۔ جس نے ہندوستان کو آزادی دلائی۔ مرزا صاحب نے آ کر دنیا کو کونسی آزادی دلائی تھی۔ انہوں نے تو آ کر غلام بنا دیا۔

پھر کہا۔ یہ لوگ جب سوراج مل گیا۔ گاندھی جی کی سرداری تسلیم کریں گے۔ اور اب تو گائے پر لڑتے ہیں۔ پھر گائے کا پیشاب پیا کریں گے۔

دراصل انبیاء کی جماعتیں غیروں کے لئے

بمنزلہ آئینہ

ہوتی ہیں۔ سید عطاء اللہ شاہ نے ان الفاظ میں اپنے ہی باطن کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ کانگریس کے وہ تنخواہ دار ملازم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۹۵ فیصدی مسلمان جس سکیم کے سخت مخالف ہیں۔ وہ اسی کی تائید کرتے۔ اور ملک میں غداری کرتے پھرتے ہیں۔ یہ غداری تو پیشاب سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ پیشاب کا پینا تو پھر بھی بیماری میں جائز ہو سکتا ہے۔ فقہاء نے ضرورتاً شراب کو بھی جائز رکھا ہے۔ جب ضرورتاً شراب پینا جائز ہو سکتا ہے۔ تو پیشاب کا استعمال بھی کسی وقت جائز سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر

قومی غداری

دھوکا اور فریب تو کبھی اور کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہوتا۔ پس وہ لوگ۔ جو دھوکا اور فریب کے عادی ہیں۔ وہ گائے کا پیشاب اگر ایک دفعہ نہیں۔ ہزار دفعہ بھی پی لیں۔ تو ان کے متعلق تعجب نہیں ہو سکتا۔ اور منہ سے تو شاید اب بھی وہ گاندھی جی سے یہی کہتے ہوں کہ حضور ہم گائے کا پیشاب کیا پاخانہ بھی کھانے کے لئے تیار ہیں کیونکہ ان کا مقصد محض گاندھی جی کی خوشنودی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل میں

گاندھی وغیرہ کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے مامور ہو کر آئے۔ پس جو بھی آپ کے مقابل پر اُٹھے گا۔ خواہ وُہ گاندھی ہو۔ یا کوئی اور۔ اللہ تعالےٰ اسے یوں کچل ڈالے گا جس طرح ایک جُوں ماردی جاتی ہے۔

نادان کہتے ہیں۔ کہ گاندھی جی نے انگریزوں کو ہرا دیا۔ اوّل تو یہ بات ہی غلط ہے۔ لیکن پھر بھی اگر گاندھی جی انگریز کیا ساری دُنیا کو بھی ہرا دیں۔ تب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ کیونکہ

گاندھی جی کی فتوحات

لوگوں کو خوش کر کر کے ہوئیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُنیا کو ناراض کر کے جیتا۔ یہاں تک کہ دُنیا کا ایک معتد بہ حصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں آ گرا اور ابھی کیا ہے۔ دُنیا دیکھے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کس طرح مخلوق اکٹھی ہوتی ہے۔ اور ایسا ہو گا۔ کہ ان مخالفین کی اولادیں۔ یا تو ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب ہی نہیں کریں گی۔ یا پھر ان پر لعنتیں بھیجیں گی۔

گاندھی جی اور اُن کی تحریکیں

ہستی ہی کیا رکھتی ہیں۔ اس خدا کے جرنیل کے مقابل میں جو دُنیا کا نجات دہندہ بن کر آیا۔ پھر گاندھی جی تو اسلامی تعلیم پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ جب وُہ یہ کہتے ہیں۔ کہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ دفاع میں بھی جنگ جائز نہیں۔ اس طرح کیا وُہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض نہیں کرتے۔ کہ گویا نعوذ باللہ آپ نے دفاعی جنگیں کر کے بُرا کام کیا۔

پس ایسے شخص کی تعریف کرنا دراصل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علانیہ ہتک کرنا ہے۔ مگر مونہہ سے مسلمان کہلاتے ہوئے اس شخص نے گاندھی جی کی تعریف کی۔ جو مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں۔ اور تعریف بھی اس رنگ میں کی۔ کہ گویا وُہ مسلمانوں کے رہبر بننے کے قابل ہیں۔ حالانکہ وُہ شخص محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیوں کا تسمہ کھولنے کے بھی قابل نہیں۔ گاندھی جی ساری دُنیا کے بھی فاتح ہو جائیں۔ تب بھی

اخلاقی لحاظ سے

وُہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ وُہ تبھی حقیقی عزت حاصل کر سکتے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آ جائیں۔

پس ایسے شخص کی تعریف کرنا۔ اور اُس کی مدح کے راگ گانا

انتہا درجہ کی نادانی اور حماقت

ہے۔ کیا یہ وہی شخص نہیں۔ جس کی آنکھوں کے سامنے ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر تشدد ہوتا ہے۔ مگر وُہ چپ بیٹھا رہتا ہے۔ ملک میں یہ تمام فتنہ اور فساد پیدا کرنے والے دراصل کانگریس کے لوگ ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے افعال کے متعلق نفرت کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو جس بات کو سچا سمجھتے تھے۔ اسے کبھی بھی چھپاتے نہیں تھے مگر یہ گروہ کام کچھ اندر کرتا ہے۔ اور زبان سے کچھ اور اظہار کرتا ہے یہی وُہ گروہ ہے۔ جس کی مرضی سے خون کئے جاتے ہیں۔ اگر ان کی مرضی سے یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ تو کیا وجہ ہے کہ بنارس میں جب ایک

کپڑا بیچنے والے مسلمان کا قتل

کانگرسیوں کی طرف سے ہوا۔ اور اس پر غیر معمولی فساد ہو گیا۔ تو کانگرس نے اس کی تحقیق نہیں کرائی۔ پھر کیوں کانپور میں جو وارداتیں ہوئیں۔ ان پر نوٹس نہیں لیا گیا۔ محض اس لئے کہ یہ جانتے تھے۔ یہ لوگ ہمارا ہی کام کر رہے ہیں۔ یہ

عجیب بات

ہے۔ کہ فعل کی حقیقت سے تو نفرت کا اظہار نہیں کرتے۔ مگر عدم تشدد کا دعوےٰ کیا جاتا ہے۔ جس کے اندر ذرہ بھر بھی صداقت نہیں۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہتے تھے۔ وُہی کرتے بھی تھے۔

آپ کا قدم راستی پر تھا۔ اور آپ ایسے بلند مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔ کہ جس کی گرد تک بھی یہ لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ دراصل یہ دنیادار لوگ ہیں۔ جدھر عزت اور دولت دیکھتے ہیں۔ اسی طرف جھک جاتے ہیں۔

لارڈ ارون سے ملاقات

ہوئی۔ گاندھی جی اسی پر ریشہ خطمی ہو گئے۔ اور ہندو یہ کہتے ہوئے پھولے نہیں سماتے تھے۔ کہ لارڈ ارون نے گاندھی جی سے چھ گھنٹے تک ملاقات جاری رکھی۔ اگر یہ لوگ مردم پرست نہ ہوتے۔ تو چھ گھنٹے کیا ساٹھ گھنٹے کی ملاقات بھی انہیں ان کے اصل مقصد سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹا سکتی۔ مگر یہ جیسا موقع دیکھتے ہیں اسی کے مطابق اپنے اعمال میں تغیر کر لیتے ہیں۔ ان کے محض

ٹماٹو ٹی اخلاق

ہیں۔ دھوکے کی ٹٹیاں ہیں۔ اور پھر منہ کھولتے ہیں اس سچائی اور راستبازی کے بادشاہ پر جسے آدمؑ سے لیکر آج تک تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ نے

سیّد ولد آدم

قرار دیا ہے۔ کہنے کو تو کہتے ہیں ہمارا اصل عدم تشدد ہے۔ مگر کانگرسیوں کے کام دیکھ لو۔ لوگوں کو مارا بھی جاتا ہے۔ پیٹا بھی جاتا ہے۔ اور دھوکہ اور فریب پیٹ بھر کر کیا جاتا ہے۔ مگر اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ ایک تماشا ہے جو ان لوگوں نے بنا رکھا ہے۔ پھر بھی یہ لوگ گاندھی کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

خدام کے مقابل

میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو کیا آپ کے خادموں کے خادموں کے مقابلہ میں بھی گاندھی کی کچھ حیثیت نہیں۔ ہم دنیاوی لحاظ سے

گاندھی جی کا اعزاز

کرتے ہیں۔ لیکن اگر خود ان کے چیلے چانٹے مذہبی پیشواؤں کے مقابل پر انہیں کھڑا کریں۔ اور ہم جواباً حقیقت کا اظہار کریں۔ تو ہم معذور ہیں۔ اگر گاندھی جی یا ان کے چیلوں کو ہماری یہ باتیں بری لگیں۔ تو اس کی تمامتر ذمہ واری خود گاندھی جی پر ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ کی تو ہستی ہی کیا ہے۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر بھی جماعت احمدیہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سید محمود صاحب جو کانگرس کے سکرٹری ہیں۔ انہوں نے میرے سامنے کہا۔ کہ میں آپ کے سیاسی خیالات سے اختلاف رکھتا ہوں۔ لیکن مذہبی لحاظ سے آپ کی

اسلامی خدمات

کا قائل ہوں۔ ہمارے درد صاحب جب گاندھی جی سے ملنے گئے۔ تو اس وقت بھی گاندھی جی کے سامنے ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ مسلمانوں میں اگر کوئی کام کرنے والی جماعت ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔ جس پر خود گاندھی جی نے کہا۔ کہ میں اس امر کو خوب جانتا ہوں۔ پس لیڈروں کے تو یہ خیال ہیں۔ مگر یہ ان کے شاگردوں کا شاگرد کہتا ہے۔

کہ جماعت احمدیہ گائے کا پیشاب پیا کریگی۔ احمدیہ جماعت گائے کا پیشاب نہیں پیئیگی۔ بلکہ وہ اس جیسے بے غیرت لوگوں کو پیشاب پینے سے بچائے گی۔ کیونکہ ہمارا کام ہی یہ ہے۔ کہ ہم اسلام کی وہ عظمت قائم کریں۔ جو ہر قسم کے شرک کو دنیا سے ملیا میٹ کر دے۔

ہر شخص اپنے مقام پر اچھا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کو اس کے

اصل مقام

سے بڑھا دیا جائے۔ تو یہ اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔ باپ اپنی جگہ قابل اعزاز ہستی ہے۔ اور بادشاہ اپنی جگہ۔ لیکن اگر کوئی باپ کو بادشاہ کے مقابل پر کھڑا کرتا ہے۔ تو وہ خود اپنے باپ کو ذلیل کراتا ہے۔ کیونکہ بادشاہ کی تمام رعایا عزت کیا کرتی ہے۔ پھر اگر کوئی اسے خدا کے ایک نبی کے مقابل کھڑا کرتا ہے۔ تو وہ اسے اور زیادہ ذلیل کراتا ہے۔ اسی طرح اگر لوگ ایک اپنے جیسے کسی انسان کو خدا کے مقابل پر کھڑا کریں۔ تو اسے بہت ہی زیادہ ذلیل اور رسوا کراتے ہیں۔ پس ہماری جماعت ان لیڈروں کا ہمیشہ سے ادب کرتی چلی آئی ہے۔ اور ہم ہمیشہ گاندھی جی کی جائز حد تک تعظیم کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اگر ان کے چیلے گاندھی جی کو ہمارے

مامور کے مقابل پر

کھڑا کرتے ہیں۔ تو ہم انہیں بتائے دیتے ہیں۔ کہ اخلاقی طور پر ہم گاندھی جی کی کچھ بھی حیثیت نہیں سمجھتے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا

ایک ادنےٰ سے ادنےٰ ترین غلام

جس سے ادنےٰ ہونا ممکن ہو۔ اسے بھی ہم گاندھی جی سے ہزاروں درجے افضل سمجھتے ہیں۔ پس اگر کانگرس کے دلدادہ اور

کانگریس کے تنخواہ دار ایجنٹ

چاہتے ہیں۔ کہ ہم ان کے لیڈروں کا ادب کریں۔ تو وہ انہیں ہمارے بزرگوں کے مقابل پر کھڑا نہ کریں۔ دونوں کے مقاصد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک دنیا کے لئے لڑ رہا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ دنیا کو دنیا دے۔ اور ایک بھولی بھٹکی دنیا کو

خدا سے ملانا

چاہتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے۔ کہ جو اس کے لئے دنیا کو چھوڑ دے۔ اسے دنیا بھی ملکر رہتی ہے۔ اور زمانہ دیکھیگا۔ کہ وہی مسیح موعودؑ جو دنیا کو روحانی بادشاہت کے لئے بُلا رہا ہے۔ آخر دنیا بھی اس کے قدموں میں لا ڈالی جائیگی۔ اور دنیا کے بادشاہ آپ کے غلاموں میں داخل ہو کر آپ کے

کپڑوں سے برکت

ڈھونڈینگے۔ آج نہیں تو کل۔ کل نہیں پرسوں۔ اس سال نہیں اگلے سال۔ اس سے زیادہ بڑھاؤ۔ پچاس سال۔ سو یا دو سو سال بعد یقیناً یہ باتیں جو لکھی جائیں گی۔ پوری ہونگی۔ اور دنیا دیکھے گی۔ کہ ساری حکومتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لا ڈالی جائینگی۔ اور دنیا کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کی لائی ہوئی تعلیم (کیونکہ اصل مبداء تو آپ کی ہی تعلیم ہے) ایسی اعلےٰ اور ارفع اور اکمل ہے۔ کہ اس پر چلنے سے انسان کو دین بھی ملتا ہے۔ اور دنیا بھی مل جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک

دنیا کی ترقی

محض محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے۔ بادشاہوں اور جرنیلوں کی اتباع میں نہیں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادنےٰ سے ادنےٰ شاگرد دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہ سے افضل ہے۔ دنیا کے بادشاہ اور دنیا کی حکومتیں اور سلطنتیں کبھی بھی امن اور راحت اور چین حاصل نہیں کر سکیں گی۔ جب تک وہ خدا کے مامور کی جماعت میں شامل نہ ہونگی۔ پس یہ

بیہودہ اور فضول بات

ہے۔ کہ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کا مقابلہ دنیاوی لیڈروں سے کیا جائے۔ سیاسی لیڈر اپنی جگہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ اگرچہ ان کے بعض کاموں سے ہمیں اختلاف اور شدید اختلاف ہے۔ مگر پھر بھی ہم سمجھتے ہیں۔ وہ ملک کی خیر خواہی کے لئے کر رہے ہیں۔ لیکن وجہ کیا ہے۔ کہ ان کے چیلے ہمیں ہمارے بزرگوں کے مقابل کھڑا کرتے ہیں۔ اور ایسی طرف قدم اُٹھاتے ہیں۔ جس طرف انہیں اٹھانا نہیں چاہیئے۔ دنیا میں کونسا ایسا نبی آیا ہے۔ جسے پہلے ہی دن حکومت مل گئی ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ برس مکہ میں رہے۔ مگر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ وہی شخص جو مکہ کی گلیوں میں کس مپرسی کی حالت میں پھرا کرتا تھا۔ ایک دن

دنیا کا بادشاہ

بن جائیگا۔ حضرت مسیح ناصری کی امت واقعۂ صلیب کے بعد سینکڑوں سال تک تکلیفیں اُٹھاتی رہی۔ پھر خدا نے انہیں جب حکومت دی۔ تو اتنی لمبی حکومت دی۔ کہ اب تک قائم ہے۔ ایک وقت تھا۔ کہ اسلامی حکومت نے عیسائی سلطنت کو تباہ کر دیا تھا۔ مگر پھر بھی آگ کی چنگاری کی طرح

عیسائی حکومت

دبی رہی۔ اسلامی حکومتوں کے زمانہ میں تو وہ دبے رہے مگر پھر بھڑک اٹھے۔ پس یکلخت سلطنت اور حکومت تو کبھی نہیں ملتی۔ یہی حال جماعت احمدیہ کا سمجھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو

اللہ تعالیٰ حکومت دیگا

مگر اپنے وقت پر۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے ؎

دیر آمدہٗ زراہِ دُور آمدہٗ

یہ الہام ہے تو ایک شخص کے متعلق مگر اس میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے وہ یہی ہے کہ جو چیز دیر سے ملتی ہے۔ وہ دیر پا بھی ہوتی ہے زراہِ دور آمدہٴ کا منشا یہی ہے کہ خدا نے اس کو بہت دور سے بھیجا ہے اور وہ بہت دیر پا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو یہ دوسرا ظہور ہوا ہے۔ اس میں جب

احمدیہ جماعت کو حکومت

ملی تو اس کا بڑا لمبا دور ہوگا اتنا لمبا۔ کہ ممکن ہے قیامت ہی آجائے اور ممکن ہے اسی دور سے ایک دوسرا دور شروع ہو جائے بہرحال وہ حکومت کا اتنا لمبا دور ہوگا کہ اس سے بڑھ کر لمبا دور اور کسی حکومت کا نہ ہوگا۔

میں اللہ تعالیٰ سے

دُعا

کرتا ہوں کہ وہ ہمارے دشمنوں کو اس بات کی سمجھ عطا فرمائے کہ خدا کے شیروں کے مقابل کھڑا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ ہم تو ان کے دلی خیر خواہ ہیں۔ دنیا کی عزت تو گاندھی جی کو ملی ہے۔ ہم چاہتے ہیں انہیں دین کی بھی عزت مل جائے تا

خدا کے حضور

بھی وہ گاندھی جیؐ ہو جائیں ابھی تو وہ دنیا کی نگاہ میں ہی گاندھی جی ہیں۔ خدا کی نظر میں نہیں اور خدا کی نگاہ میں گاندھی جیؐ وہ صرف اسی صورت میں ہو سکتے ہیں جب کہ وہ کہیں۔

غلام احمدؑ کی جے

اس صورت میں خدا بھی انہیں کہے گا کہ اس جے کہنے کے بدلہ میں تو بھی جی ہو جا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ ہم سب کی بھلائی چاہیں۔ اس لئے ہم تو یہی چاہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ گاندھی جی کو اپنے حضور عزت دے۔ تا ایسا ہو کہ وہ روحانی لیڈر بھی بن جائیں۔ آخر خدا نے ہم سے لے کر تو انہیں کوئی رتبہ نہیں دینا۔ کہ ہمیں تشویش ہو بلکہ ہمارے ذریعہ سے جب انہیں کوئی رتبہ حاصل ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اور زیادہ انعام دے گا۔ پس چونکہ ان کی روحانی ترقی ہمارے مدارج کو بڑھائے گی۔ کم نہیں کرے گی۔ اس لئے ہماری تو ان کی ہدایت کے لئے دعا ہے۔ مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کئے جائیں۔ گاندھی جی ہوں یا کوئی اور۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں ہمیں ان کی کوئی پرواہ نہیں ہو سکتی۔

دیکھو

شراب کے استعمال کو روکنے کے لئے

کانگریسیوں کو کس طرح پکٹنگ کرنا پڑا۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کبھی اس طرح کیا تھا۔ مگر یہاں کیا ہوتا ہے۔ ماریں کھائی جاتی ہیں۔ عورتیں نکلتی ہیں۔ ان پر الزام لگتے ہیں مگر شراب پینے والے برابر شراب پئے جاتے ہیں ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ایک حکم دیتے ہیں اور شراب کا پینا کلیتہً بند ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جس قدر شراب پی جاتی تھی۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لوگ شراب پیتے اور اس پر علانیہ فخر کرتے۔ دن رات میں وہ آٹھ آٹھ دفعہ پیتے اور بدمست رہتے۔ اسی حالت میں ایک دن مجلس میں شراب پی جا رہی تھی لوگ بدمست ہو رہے تھے بعض بکواس کر رہے اور کہہ رہے تھے اور لاؤ اور لاؤ ایسے وقت میں گلی میں سے ایک شخص کی آواز آتی ہے۔ کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

شراب پینا حرام ہے

یہ سن کر وہ بدمست لوگ شراب پینا بند کر دیتے ہیں۔ ایک کہتا ہے جلدی دروازہ کھولو اور پوچھو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ دوسرا اٹھتا ہے اور لٹھ اٹھا کر شراب کے مٹکوں پر مارتا ہے اور انہیں چور چور کر کے کہتا ہے۔ پہلے ان کا فیصلہ کر لیں۔ تو پھر پوچھیں گے کہ کہنے والا کیا کہتا ہے۔ شراب بہ جاتی ہے اور پھر وہ دروازہ کھولتا ہے اور پوچھتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا حکم دیا ہے۔ جب کہا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

شراب کی بندش کا حکم

دیا ہے۔ تو کہتے ہیں ہم نے پہلے ہی مٹکے توڑ دئے ہیں۔ اور اب کوئی شراب کے قریب بھی نہ جائے گا۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سن کر معًا ان بدمستوں کا نشہ کافور ہو جاتا ہے۔ اور ایک ہی آواز کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اپنے مٹکوں کو توڑ دیتے اور شراب مدینہ کی گلیوں میں بہا دیتے ہیں اور اس قدر شراب بہتی ہے کہ لکھا ہے مدینہ کی گلیوں میں اس دن یوں شراب بہی جس طرح موسلادھار مینہ کا پانی گلیوں میں بہتا ہے یہ وہ نمونہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسیہ کا ہے اس کے مقابل میں

گاندھی جی کا نمونہ

کیا ہے۔ وہ اب تک ملک سے شراب کو نہیں مٹا سکے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کتنی عظیم الشان

قوت قدسیہ

کا مالک تھا وہ انسان جسے خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اور جس کے ذریعہ دنیا میں اسلام قائم ہوا۔ مگر عطاء اللہ شاہ مسلمان کہلاتا ہوا گاندھی جی کی تعریف کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتا ہے۔ کیوں ایسے گلے بند نہیں ہو جاتے جن سے ایسی ایسی باتیں نکلتی ہیں اور کہاں ہیں ان کی آنکھیں جو اس

470

عظیم الشان اعجاز

کو دیکھیں۔ کہ شراب سے بدمست لوگ ایک جگہ جمع ہیں۔ منادی کی آواز پر ایک دروازہ کھولنے دوڑتا ہے۔ کہ معلوم کرے۔ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ مگر دوسرا کہتا ہے کہ پہلے ان مٹکوں کو توڑ دو اور پھر پوچھو۔ کہ وہ کیا کہہ رہا ہے کجا یہ اثر۔ اور کجا یہ کہ پکٹنگ ہو رہی ہے۔ شرابیوں کی منتیں کر رہے ہیں۔ لوگوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر شراب خانوں سے علیحدہ کر رہے ہیں۔ جہاں بس چلے وہاں مارتے ہیں عورتوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ جوتیاں چلتی ہیں۔ مگر شرابی ہیں کہ شراب پئے جا رہے ہیں۔

عرب کی تاریخ

پر غور کر کے دیکھ لو۔ اور عیسائیوں سے گواہی لے لو۔ معلوم ہو جائے گا۔ کہ عرب میں جس قدر شراب پینے کا رواج تھا۔ اس کا سواں حصہ بھی ہندوستان میں نہیں۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لفظ اور آپ کا ایک اشارہ وہ کام کر جاتا ہے جو آج دنیا کی

متحدہ جد و جہد

بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں گاندھی جی کی قوت قدسیہ کا تو ذکر ہی کیا ہو جب

گاندھی ارون معاہدہ

ہوا تو نوجوانوں نے شروع شروع میں کہہ دیا۔ کہ ہم اس بارے میں گاندھی جی کی بات نہیں مانتے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالمقابل طاقتوں سے وہ وہ معاہدات کئے۔ کہ لوگوں کے دل ٹکڑے ہوتے تھے لیکن جب آپ فرماتے کہ یہ میرا حکم ہے۔ تو معًا تمام جوش دب جاتے اور کچھ بھی فتنہ پیدا نہ ہوتا۔

حدیبیہ کے مقام پر

مسلمانوں کے دل اس وقت ٹکڑے ہو رہے تھے۔ جب کہ انہیں حج سے روکا گیا تھا۔ اور ان کی تلواریں میانوں سے باہر نکل رہی تھیں اور وہ چاہتے تھے کہ اگر انہیں ذرہ بھی اشارہ ہو جائے تو مکہ کے دشمنوں کو کاٹ کر رکھ دیں اور بزور حج کر لیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جگہ حج کی قربانی کرتے اور حجامت بنوا لیتے ہیں۔ یہ دیکھتے

ہی تمام لوگ اس طرح قربانیاں کرنے کے لئے دوڑتے اور جی نتیں بنوستے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے نہ انہیں اپنی نزامتوں کا خیال رہا نہ شرمندگی کا دل میں کچھ احساس رہا۔ سب باتیں دور ہوگئیں اور صرف ایک ہی مقصد ان کے سامنے رہ گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید میں قربانیاں کرو اور سر منڈاؤ ؛

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو قوت قدسیہ تھی۔ اور آپ کے شاگرد ان خاص کو جو اللہ تعالیٰ نے شان عطا فرمائی وہ نرالی رنگ کی ہے۔ اگر آج ہندوستان کو حکومت مل جائے۔ تو گاندھی جی کا کیا کام رہ جائے گا مگر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

ابد تک زندہ رہنے والا ہے اور ہمیشہ آپ کی غلامی کا دم بھرنے والے لوگ موجود رہیں گے۔ پس گاندھی جی کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل میں ذکر کرنا نہایت ناسمجھی کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کے اندر ذرہ بھر بھی شرافت ہوگی اور وہ اس بات پر غور کرے گا۔ جو میں نے بیان کی تو وہ یقیناً اپنے دل میں اس بات پر شرمندگی محسوس کرے گا۔

مراسلات

مکتوب مفتوح

بنام

پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے

(ایک غیر جانبدار کے قلم سے)

کچھ دنوں سے عیسائیوں اور احمدیوں کے کھلے چیلنج کی نسبت "نور افشاں" اور "الفضل" میں مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ میں ایک غیر جانبدار کی حیثیت سے۔ کیونکہ میں نہ عیسائی ہوں۔ نہ احمدی۔ بلکہ ایک آزاد خیال آدمی ہوں۔ ان مضامین کا بغور مطالعہ کر رہا ہوں۔

مکتوب مفتوح میں آپ کا یہ مطالبہ کہ قادیانیوں کی طرف سے مقابلہ میں امام جماعت احمدیہ ہی آئیں۔ انصاف سے بعید ہے۔ جبکہ آپ اپنا نمائندہ پادری سلطان محمد صاحب پال کو خود تجویز کر رہے ہیں۔ مگر ان کے لئے یہ قید لگائی ہے۔ کہ مقابلہ کیلئے امام جماعت احمدیہ ہی آئیں۔ آپ کو اپنے خداوند یسوع کے اس قول پر عمل کرنا چاہیئے کہ جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کر۔ اگر آپکو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ فریق مخالف کا نمائندہ آپ خود تجویز کریں۔ تو آپ کو احمدیوں کے اس مطالبہ پر چیں بجبیں نہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ جسے چاہیں۔ مقابلہ کے لئے عیسائیوں میں سے بلائیں اور ان کا پوپ کو یا لارڈ بشپ کو مقابلہ پر بلانا عین انصاف کے مطابق ہوگا۔ ورنہ ہر فریق کو یہ حق ہونا چاہیئے۔ کہ جسے وہ چاہے۔ اپنی طرف سے مقابلہ میں پیش کرے۔ آپ کے اس اصل کو کوئی بھی حق پسند مبنی بہ انصاف نہیں کہہ سکتا۔ کہ آپ اپنا نمائندہ تو خود مقرر کریں۔ لیکن فریق مخالف کو یہ حق نہ دیں۔ کہ وہ بھی اپنا نمائندہ خود مقرر کرے۔ اگر آپ اس بات پر اصرار کریں گے۔ کہ اپنا نمائندہ خود تجویز کریں۔ اور احمدیوں کی طرف سے بھی خود ہی ان کا نمائندہ مقرر کر لیں۔ تو حق پسند لوگ یہی سمجھیں گے۔ کہ آپ مقابلہ میں آنے سے گریز کر رہے ہیں۔ اور یہ دعوے کہ حق و باطل میں تمیز ہو۔ بہت دور جا پڑے گا۔

میری رائے میں یہ اصل آپکو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ کہ ہر فریق کو حق ہو جسے چاہے اپنی طرف سے بطور نمائندہ پیش کرے اور میدانِ مقابلہ میں نکل آنا چاہیئے۔ ورنہ غیر جانبدار لوگ یہی سمجھیں گے۔ کہ آپ مقابلہ پر آنیکی جرات نہیں کرتے۔ اور حیلہ بہانہ سے ٹالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

میں ایک غیر جانبدار ہونیکی حیثیت سے برادرانہ مشورہ دیتا ہوں کہ فریقین اس بات پر رضامند ہو جائیں۔ کہ فریقین کو حق حاصل ہو جس کو وہ چاہیں۔ اپنا اپنا نمائندہ مقرر کریں۔ اور ہر فریق کو اپنے اپنے نمائندہ کا ساختہ پرداختہ منظور ہوگا۔

نوٹ :۔ اس کی ایک کاپی اخبار نور افشاں میں بھی بھیج دی گئی ہے۔

ڈاکٹر میر فقیر اللہ شیدا۔ ایل ایم۔ ایس ایچ بیرون دروازہ ٹھاکر سنگھ۔ گوجرانوالہ

جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات

ہر احمدی تہجد پڑھے

تہجد پڑھنے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ گزشتہ دو خطبات جمعہ میں جو ارشاد فرما چکے ہیں۔ وہ احباب پڑھ چکے ہوں گے۔ اس کی تعمیل میں ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ کہ سوائے معذوری کے ضرور جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب تہجد پڑھے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور اسلام کی اشاعت احمدیت کی ترقی اور کامیابی۔ مشکلات پر غلبہ پانے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کرے ؛

اس بات کا اعلان ہر جگہ کی احمدیہ انجمنوں میں کر دینا چاہیئے اور ہر احمدی کو اس سے واقف کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی تحریک کرنی چاہیئے ؛

تبلیغی تنظیم کے لئے جماعت ہائے احمدیہ ضلع گورداسپور کا دورہ

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری حسن تبلیغی دورہ کے لئے بھیجے گئے ہیں اس کا پروگرام حسب ذیل ہے ؛

تاریخ دورہ	نام موضع مرکز	نمائندہ ومعاون	ملحقات
۲۲ تا ۲۷ جون	سیکھواں	مولوی خیر الدین صاحب یا امام الدین صاحب	ٹھیکری وال۔ کلوسوہل۔ تلونڈی جھنگلاں۔ ڈیریوالہ
۲۸ تا ۲ جولائی	فیض اللہ چک	حافظ نور محمد صاحب	بازید چک۔ بھیل چک۔ بھیقہ غلام نبی
۳ تا ۶ "	ہرسیاں	مولوی بدر الدین صاحب	دیال گڑھ۔ گلانوالی
۷ تا ۱۲ "	دہرم کوٹ بگہ	مرزا اسلام اللہ صاحب	دنجواں۔ خاں فتا۔ قلعہ لال سنگھ۔ بھاگووال
۱۳ تا ۱۶ "	وڈالہ بانگر	ڈاکٹر احمد الدین صاحب	شاہ پور۔ اٹھوال وغیرہ
۱۷ تا ۲۱ "	کلانور	مرزا مبارک بیگ صاحب	کھیواں غزنی پور وغیرہ
۲۲ تا ۲۵ "	ڈیرہ بابا نانک	مولوی عبد اللہ صاحب	گھمو کے دہرم کوٹ رندھاوا
۲۶ تا ۲۹ "	شکار	چوہدری قاسم خان صاحب	بہلول پور۔ تلونڈی راماں وغیرہ
۳۰ تا ۴ اگست	لودھی ننگل	مولوی نور احمد صاحب	ہرڈو وال۔ تیجہ کلاں۔ کھوکھر کے
۵ تا ۹ "	ساہچور	چوہدری مولا بخش صاحب	لنگر وال۔ بلیوال۔ چھینا۔ گھنے کے بانگر
۱۱ تا ۱۳ "	بٹالہ	شیخ عبد الرشید صاحب	تیجہ دہری والہ۔ بسانیاں وغیرہ

نوٹ :۔ احباب کرام سے التماس ہے کہ اس دورہ میں مولوی صاحب موصوف کی پورے طور پر امداد فرمائیں ؛

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

انجمن شاہ مسکین کا جلسہ

۴ جولائی ۱۹۳۱ء کو ہماری انجمن کا جلسہ ہے اردگرد کے احمدی احباب ضرور شامل ہوں ؛

خاکسار :۔ ولایت شاہ احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ شاہ مسکین

تاریخ اسلام

سفر طائف اور تزویج عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کی وفات نے کفار مکہ کو بہت دلیر کر دیا۔ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے بھی زیادہ تکالیف دینا شروع کر دیں۔ اور بے حد تنگ کرنے لگے۔

اہل طائف کو تبلیغ

ان کے معاندانہ رویہ کو دیکھکر آپؐ نے اہل طائف کو تبلیغ کرنیکا خیال فرمایا۔ اور سنہ۱۰ھ نبوی کے ماہ شوال میں آپ زید بن حارث کو ساتھ لیکر وہاں تشریف لے گئے۔ طائف مکہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے۔ جس میں اس زمانہ میں بڑے بڑے امراء بستے تھے۔ اور یہ شہر گویا مکہ کا ہم پلہ سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب مکہ والوں نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ لولا نزل ھٰذا القراٰن علیٰ رجل من القریتین عظیم تو ان کے مدنظر مکہ اور طائف ہی تھے۔ طائف کے جملہ رؤسا سے ملکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام رسالت پہنچایا۔ مگر سہ

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

اہل طائف کی شقاوت

ان بدبختوں نے نہ صرف انکار کیا۔ بلکہ شہر کے تمام آوارہ گرد اور اوباش لوگ آپ کے پیچھے لگا دیئے۔ تاکہ وہ آپ کو شہر سے نکال دیں۔ وہ لوگ تین میل تک آپ پر پتھر برساتے اور گالیاں دیتے آئے۔ اس سنگ باری سے آپکا تمام بدن لہولہان ہو گیا۔ اور آپ کی حفاظت کرتے ہوئے آپ کے وفادار خادم حضرت زید بن حارثؓ بھی مجروح ہو گئے۔ طائف سے تین میل کے فاصلہ پر مکہ کے ایک رئیس عتبہ بن ربیعہ کا ایک باغ تھا۔ اس میں داخل ہو کر رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اشرار کی شرارتوں سے مامون ہوئے۔ مالک باغ اگرچہ آپؐ کا معتقد نہ تھا۔ مگر طبعی شرافت اور وطنی محبت کے اقتضاء سے اپنے عیسائی غلام کے ہاتھ ایک کشتی میں انگور لگا کر آپ کے پاس بھیجے۔ اس وقت بھی جبکہ اشرار کی سنگ باری سے آپ کا جسم لہولہان تھا۔ آپ کے جسم کا ذرہ ذرہ درد محسوس کر رہا تھا۔ اور آپ ان لوگوں کی ایذا۔۔۔ی سے بچنے کے لئے ایک غیر مسلم کے باغ میں پناہ گزیں ہوئے تھے۔ آپ نے تبلیغ حق کا فرض ادا کیا۔ اور اس عیسائی غلام کو آپ نے تبلیغ کی۔

مقام نخلہ میں قیام

اس باغ میں تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد آپ مقام نخلہ میں پہنچے جو مکہ سے صرف ایک منزل کے فاصلہ پر ہے۔ اور کچھ دیر وہاں قیام کیا۔ مفسرین نے لکھا ہے۔ اس قیام کے دوران میں وہ واقعہ ہؤا۔ جو قرآن کریم کی سورۂ جن میں مذکور ہے یعنے اسی جگہ جنوں کی ایک جماعت آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی۔ مگر یہ ایک کشفی نظارہ معلوم ہوتا ہے جس میں ممکن ہے۔ فی الواقع جنات ہی مراد ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ کشف میں آپ کے جھنڈے تلے آنے والے بڑے بڑے لوگ آپ کو دکھائے گئے ہوں۔

کوہ حرا پر

نخلہ سے روانہ ہو کر آپ کوہ حرا پر آئے۔ جو مکہ سے بالکل قریب ہے۔ چونکہ ابو طالب فوت ہو چکے تھے۔ اور قریش کے آپ کو جانی نقصان پہنچا دینے کے راستہ میں سب سے بڑی روک دور ہو چکی تھی۔ اس لئے آپ بھی پہلے سے بہت زیادہ محتاط تھے۔ آپ نے کوہ حرا سے مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ کیا تم مجھے اپنی پناہ میں لینے کے لئے تیار ہو۔

رسول کریمؐ ننگی تلواروں کے سایہ میں

مطعم اگرچہ مسلمان نہ تھا۔ مگر اس کی طبیعت میں شرافت اور نیکی کا مادہ موجود تھا۔ وہ اپنے بیٹوں کو لیکر حرم میں گیا۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور طواف کیا۔ اس کے بعد مطعم اور اس کے بیٹوں کی ننگی تلواروں کے سایہ میں آپ شہر میں داخل ہوئے۔

مطعم کی تعریف میں قصیدہ

مطعم غزوۂ بدر سے قبل وفات پا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی شاعر حضرت حسان نے اس کے اس شریفانہ برتاؤ کی وجہ سے جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ اس کا ایک قصیدہ مدحیہ لکھا۔ جسے زرقانی نے نقل کیا ہے۔

رسول کریمؐ کا دشمنوں پر رحم

اسی سفر کے سلسلہ میں یہ روایت بھی مشہور ہے۔ کہ واپسی پر ایک جگہ پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہؤا۔ اور عرض کیا۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر آپ فرمائیں۔ تو میں پہاڑ کو ان لوگوں پر گرا دوں اور ان کا تختہ الٹ دوں۔ جنہوں نے آپ کو تکلیف دی۔ مگر آپ نے فرمایا۔ اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مجھے امید ہے۔ اللہ تعالےٰ انہی لوگوں میں سے اسلام کے خادم اور جان نثار پیدا کر دیگا۔

سفر طائف اور سر ولیم میور

اس سفر کے متعلق سر ولیم میور لکھتا ہے۔ کہ

"محمد (صلعم) کے سفر طائف میں عظمت و شجاعت کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ایک تنہا شخص جسے اس کی قوم نے حقارت کی نظر سے دیکھا۔ اور رد کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں دلیری کے ساتھ اپنے شہر سے نکلتا ہے۔ اور جس طرح یونس بن متی نینوا کو گیا۔ اسی طرح وہ ایک بت پرست شہر میں جا کر ان کو توحید کی طرف بلاتا اور توبہ کا وعظ کرتا ہے۔ اس واقعہ سے یقیناً اس بات پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے صدق دعویٰ پر کس درجہ ایمان تھا"

تزویج عائشہؓ

اسی سال یعنی سنہ۱۰ھ نبوی کا ایک اور اہم واقعہ تزویج عائشہؓ ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہاء کی وفات کی وجہ سے چونکہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے منصب کے لحاظ سے شادی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کرتے رہتے۔ کہ وہ اس معاملہ میں آپ کی رہنمائی کرے۔ چنانچہ آپ کو رؤیا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ریشمی رومال پیش کیا۔ اور کہا۔ یہ آپ کی بیوی ہے دنیا و آخرت میں۔ آپ نے اس رومال کو کھولکر دیکھا۔ تو اس پر حضرت عائشہؓ بنت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تصویر تھی۔ آپ نے اس خواب کا کسی سے مطلقاً ذکر نہ کیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایک مسلمان خاتون نے آپ کے سامنے حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ بنت زمعہ کے نام شادی کے لئے پیش کئے۔ آپ نے اسے دونوں کے متعلق سلسلہ جنبانی کرنے کی تحریک فرمائی۔ اور یکے بعد دیگرے دونوں سے حضور کا نکاح ہو گیا۔ اس جگہ یہ ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت سودہ بیوہ تھیں۔ بہت سن رسیدہ تھیں۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ محض اس وجہ سے نکاح کیا۔ کہ اس وقت اسلام لانے کی وجہ سے بڑے بڑے خاندانی لوگوں کے لئے بھی سخت تکالیف کا سامنا تھا۔ اور بے یار و مددگار غرباء کے لئے تو بے حد مشکلات تھیں۔ حضرت سودہؓ کے خاوند چونکہ فوت ہو چکے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گوارا نہ کیا۔ کہ وہ غم رسیدہ بیوہ کس مپرسی کی حالت میں رہے۔ اور محض ہمدردی اور اسے اپنے سایہ عاطفت میں لینے کی غرض سے اس کے ساتھ نکاح منظور فرمایا

واقعہ معراج

اسی زمانہ یعنی سنہ۱۰ھ نبوی کے ماہ رمضان میں معراج کا اہم واقعہ ہؤا جس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحالت کشف خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوئے۔ اور اپنی امت کے لئے پنجوقتہ نماز کے احکام لیکر واپس آئے۔ اسی وقت سے نمازیں فرض ہوئی ہیں۔ وگرنہ اس سے قبل یہ پابندی نہ تھی۔

ایک رئیس قبیلہ کا قبول اسلام

جیسا کہ کسی گزشتہ مضمون میں ذکر کیا جا چکا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل مکہ کے علاوہ ان لوگوں میں بھی تبلیغ اسلام فرماتے رہتے تھے۔ جو باہر سے زیارت بیت اللہ کے لئے آتے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر طفیل بن عمر[۲]

۲- قبیلہ دوس کا ایک رئیس مکہ میں آیا۔ اور قریش کی ہزار مخالفانہ کوششوں کے باوجود ایمان لے آیا۔ اسکی دیکھا دیکھی قبیلہ میں بھی اسلام پھیلنے لگا۔ اور بھی کئی ایک قبائل میں اسلام اشاعت پذیر ہو رہا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کفار مکہ کے مظالم

انجمن شباب المسلمین کے چیلنج مناظرہ کی حقیقت

احمدیت ایک مضبوط چٹان ہے۔ اس سے ٹکرانے والی ہر طاقت چکنا چور ہوتی رہی۔ اور ہوتی رہیگی۔ احمدیت اپنے دلائل۔ براہین اور خصوصیات میں امتیازی شان رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مخالفین میں سے کسی کو بھی اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ بٹالہ کی انجمن شباب المسلمین جو مسلمانوں کو گالیاں دینے کی وجہ سے سباب المسلمین کہی جاتی ہے۔ اپنا سب سے بڑا کارنامہ یہی سمجھتی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس پیشوا کو گالیاں دے۔ اور جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لئے برائے نام چیلنج دے اور پھر مقابلہ کے وقت گریز کر جائے۔ اس انجمن کے اس رویہ کی وجہ سے مسلمانان بٹالہ کو بارہا ذلت اٹھانی پڑی ہے؛

شباب المسلمین کی رسوا کن حرکات

چنانچہ گزشتہ سے پیوستہ سال شباب المسلمین کی رسوا کن حرکات سے مجبور ہو کر اہلحدیث کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان "للکار" شائع ہوا تھا جس میں لکھا ہے۔

"حضرات انجمن شباب المسلمین بٹالہ کے کارکنوں نے جماعت مرزائیہ کو چیلنج مناظرہ دیکر اور خود ہی مناظرہ سے گریز کر کے مسلمانان بٹالہ کو اس قدر شرمندہ کرایا ہے جس کی کہ مثال ملنی محال ہے۔ جہاں تک ہم نے غور کیا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ چیلنج دیتے وقت شباب والوں کو علم نہ تھا۔ کہ پنجاب چھوڑ انڈیا بھر سے بھی سُنّی مناظر نہیں ملیگا۔ لیکن جب سخت تلاش اور خطوط کی بھرمار کے باوجود انہیں سنّی مناظر دستیاب نہ ہو سکا۔ تو مایوس ہو کر حیلوں بہانوں سے مناظرہ کو ٹالنے لگے۔ جس کا کہ وہ بڑے طمطراق سے چیلنج دے چکے تھے۔

سو اب سُنّیوں کے ایسے کھلے گریز اور فرار کے باعث مرزائی جو بھی ڈینگیں ماریں۔ اور شیخیاں بگھاریں بجا او درست ہیں لیکن ہم ڈنکے کی چوٹ کہے دیتے ہیں۔ کہ یہ قصور اور غلطی انجمن شباب المسلمین کے ان چند سُنّی کارکنوں کی ہے۔ جو خود ہی سب کچھ بنے بیٹھے ہیں۔ اور انجمن مذکورہ کی آڑ میں پبلک سے روپیہ بٹور کر بدعتی خیالات پھیلانے کے متمنی اور جویاں ہیں۔ حالانکہ انجمن شباب المسلمین کوئی بدعتی سُنّیوں کی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں دیگر فرقہ ہائے اسلام کے بھی بہت سے ممبر ہیں۔ سو انہیں سنّی مناظر دستیاب نہ ہو سکنے کی حالت میں چاہیئے تھا۔ کہ اہل الحدیث یا دیگر فرقہ کے ممبران سے مشورہ کر لیتے لیکن افسوس انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور کرتے بھی کیوں؟ جبکہ وہ انجمن مذکورہ کو صرف اپنی ہی ملکیت بنائے بیٹھے ہیں۔

آخر میں ہم **اعلان** کرتے ہیں۔ کہ انجمن شباب المسلمین (جو کہ آجکل چند تو خیز اور ناتجربہ کار لڑکوں کے ہاتھ میں ہے) نہ مسلمانان بٹالہ کی نمائندہ ہے۔ اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس کے فرار سے مسلمانان بٹالہ پر کوئی حرف یا الزام نہیں آسکتا"

شباب المسلمین کی عیارانہ کاروائی

اس سال انجمن مذکور نے اپنے سالانہ جلسہ کا اشتہار شائع کرتے ہوئے بجائے علماء جماعت احمدیہ کو چیلنج کرنے یا جماعت احمدیہ بٹالہ کو مخاطب کرنے کے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کو چیلنج دیا۔ اور ساتھ ہی لکھا۔ کہ اگر آپ تشریف نہ لائیں۔ "تو مناظرہ کے لئے جناب کسی اپنے نمائندہ خاص کو بھی سند نمائندگی کے ساتھ بھیج سکتے ہیں" انہوں نے یہ حرکت محض اس خیال سے کی کہ تا مقابلہ کی نوبت نہ آئے۔ کیونکہ آخر شباب المسلمین کی کیا حیثیت ہے۔ جو وہ حضرت امام جماعت احمدیہ کو ہی مقابلہ کے لئے بلاتی ہے۔ چنانچہ جب جماعت احمدیہ بٹالہ کی طرف سے ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے ان کے چیلنج کی منظوری کا اعلان کیا۔ تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔ اور ۱۲ر جون کو ایک اشتہار شائع کیا جس کے جواب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے حسب ذیل اشتہار شائع کیا گیا۔

انجمن شباب المسلمین کا کھلا کھلا فرار

۱۲ر جون انجمن شباب المسلمین نے ایک بے معنی اور گندہ اشتہار شائع کیا ہے۔ ہم نے انجمن ہذا کے چیلنج مناظرہ کو منظور کرتے ہوئے تصفیہ شرائط کے لئے ان کو دعوۃ دی تھی۔ مگر وہ حسب عادت بدزبانی کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"ہم نے نہ تم کو چیلنج دیا ہے۔ اور نہ تمہارے ساتھ کوئی شرائط مناظرہ طے ہوئی ہیں۔ تمہیں ہمارے جلسہ میں آنیکا کوئی حق نہیں۔ اور نہ کوئی مرزائی جلسہ گاہ میں قدم رکھ سکیگا"

کیا اس کھلی شکست اور اعتراف عجز کے باوجود ان کا یہ شعر کہ ؎

"باطل سے دبنے والے مرزائیو نہیں ہم
سو بار کر چکے ہو تم امتحاں ہمارا"

نہایت بدترین بیباکی نہیں؟ انصاف! انصاف!!

ہم نے انجمن شباب المسلمین کے چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ وہ اب بھی میدان میں نکلیں۔ اور ہم سے مناظرہ کر لیں۔ جماعت احمدیہ کے علماء بٹالہ میں موجود ہیں۔ اور ۱۳-۱۴ر جون کو ۱۰ بجے دن سے ایلیٹ پارک بیرون منڈی اور رات کو پختہ کٹھڑہ لگے زئیاں اندرون ٹھٹھیاری دروازہ پر جماعت احمدیہ کا جلسہ ہوگا۔ جس میں صداقت اسلام و صداقت احمدیت پر تقاریر ہونگی۔ اور غیر احمدی مولویوں کے اعتراضات کے جوابات دیئے جائینگے۔ متلاشیانِ حق کے لئے یہ ایک نادر موقع ہے۔

نوٹ ۱: ۔ ہم شباب المسلمین کی طرح انتہائی بزدلی سے یہ نہیں کہتے۔ کہ "جلسہ گاہ شباب المسلمین کی ملکیت خاص ہے پبلک جگہ نہیں" "گیٹ کیپر کو حق حاصل ہوگا۔ کہ بلا وجہ بتلائے کسی کو جلسہ گاہ انجمن شباب المسلمین میں داخل نہ ہونے دے"۔ بلکہ ہم تمام مہذب ہندو مسلم پبلک کو جلسہ میں شمولیت کے لئے دعوت دیتے ہیں۔

نوٹ ۲: ۔ ہمارے علماء کے پاس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی سند نیابت بھی موجود ہے۔ اگر شباب المسلمین میں ہمت ہے۔ تو اب بھی تصفیہ شرائط کر کے باسند مسلم عالم کو بالمقابل پیش کرے۔ اگر شباب المسلمین رضامند ہو تو جناب ڈپٹی لالہ ہر یونش لعل صاحب بہادر مجسٹریٹ علاقہ کے روبرو بھی شرائط طے ہو سکتی ہیں۔ کیا شباب المسلمین میدان میں نکلے گی؟ ہماری طرف سے اتمام حجت ہو چکی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ایام جلسہ میں جماعت احمدیہ کے علماء مناظرہ کے لئے بٹالہ پہنچ گئے۔ مگر شباب المسلمین نے مناظرہ سے فرار کیا۔ لیکن انہوں نے اس شکست کو چھپانے کے لئے عوام الناس میں دو عذر بیان کئے۔ اوّل یہ کہ ہم نے ۲۰ر مئی سے ۳۰ر مئی تک کا وقت تصفیہ شرائط کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ احمدی لوگ اس عرصہ میں ہمارے سامنے نہیں آئے۔ دوم ہمارے ساتھ وہ شخص تصفیہ شرائط کر سکتا ہے جس کے پاس امام جماعت احمدیہ کی طرف سے سند نیابت ہو۔ ان کے یہ دونوں عذر توڑ دیئے گئے۔ کیونکہ ۳۰ر مئی تک کا اشتہاری وقت گزر جانے کے بعد بھی ناظم شباب المسلمین نے اپنی چٹھی ۱۸-۵-۳۱ میں ۴ر جون کو جناب پریذیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ بٹالہ کو لکھا ہے۔

"۲-۶-۳۱ کو ایک چٹھی قادیان سے موصول ہوئی۔ اور ۲-۶-۳۱ کو آپ کی۔ گو قادیانی اور آپ کی چٹھی تاریخ مہلت کے بعد لکھی گئی ہیں۔ پھر بھی ہم ان کا بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ لیکن ہم صرف اس شخص سے شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے تیار ہیں جس کے پاس مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی خاص دستخطی سند نمائندگی موجود ہو"

گویا اب تاریخ کا عذر جھوٹ اور ناپاک جھوٹ ہے

انہوں نے ۱۴ جون کو تسلیم کیا ہے۔ کہ ہم اب بھی تصفیہ شرائط کے لئے تیار ہیں۔ صرف سند نمائندگی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

سند نمائندگی کا مطالبہ پورا کر دیا گیا

سند نمائندگی کے مطالبہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے دستخط خاص سے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل کو حسب ذیل تحریر عطاء فرمائی۔

میں مولوی اللہ دتا صاحب کو اس صورت میں اپنا نمائندہ مقرر کرتا ہوں۔ کہ اگر بٹالہ یا اور کسی مقام پر انجمن شباب المسلمین یا اور کسی انجمن کی طرف سے کوئی عالم جسے آل انڈیا انجمن اہلحدیث یا جمعیۃ العلماء ہند دہلی یا مدرسہ دیوبند کی طرف سے سند وکالت و نیابت حاصل ہو۔ تو وہ اس کے ساتھ میری طرف سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مباحثہ کریں۔ اور ان کا ساختہ پرداختہ کلی طور پر میری طرف سے سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر فریق مخالف ایسی کوئی سند پیش کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو اس صورت میں ان کا مباحثہ صرف قادیان یا بٹالہ کی انجمن احمدیہ کی طرف سے سمجھا جائیگا۔ نہ کہ جماعت احمدیہ کی مجموعی تعداد کی طرف سے :۔ (خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی)

یہ سند نمائندگی بٹالہ کے جلسہ میں سنائی گئی۔ مجسٹریٹ صاحب علاقہ کو ان کے سامنے انہوں نے سند کا مطالبہ بیان کیا تھا۔ دکھائی گئی۔ پھر یہ شباب المسلمین کے خاص کارکن نور محمد صاحب کو دکھا کر اس کی نقل دیدی گئی۔ مگر اس پر شباب المسلمین کی حالت خاموشی کا یہ عالم تھا۔ کہ گویا مر گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا شاندار جلسہ

جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی سرکردگی میں احمدیوں کی خاصی تعداد بٹالہ پہنچ گئی۔ اور علماء سلسلہ احمدیہ نے احمدیت کے مسائل پر سیر کن اور مدلل تقاریر کیں۔ بٹالہ کی معزز پبلک اور دیہات کے لوگ بھی جلسہ میں شامل ہوتے رہے۔ شباب المسلمین کو ہر طرح سے مناظرہ کے لئے آمادہ کیا گیا۔ مگر ان میں سکت باقی نہ تھی۔ وہ مدمقابل نہ ہوئے اور مباحثہ کے لئے میدان میں نہ نکلے۔ چار دن تک دن اور رات کے مختلف اوقات میں یہ جلسہ ہوا۔ مناظرہ کے لئے منادی کرائی گئی۔ رقعے بھیجے گئے۔ آدمی گئے۔ مگر شباب المسلمین پر رعب۔ ہیبت اور خوف غالب تھا۔ امید ہے۔ کہ شبابی پارٹی آئندہ کبھی جماعت احمدیہ کو چیلنج کرنے کی جرأت نہ کریگی۔ بٹالہ کا بچہ بچہ کہتا تھا۔ کہ شباب المسلمین نے اپنی اور ہماری بھی ناک کٹوا دی ہے۔ ہندو اور سکھ بھی احمدیت کی فتح کا اعتراف کرتے ہیں۔ مجسٹریٹ صاحب علاقہ نے متعدد مرتبہ فرمایا۔ کہ وہ مناظرہ سے انکار کر گئے ہیں۔ وہ ہار گئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال جماعت احمدیہ کے اس جلسے

جہاں یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ احمدیت کے دلائل ایسے زبردست ہیں۔ کہ ان کے توڑنے کی ہمت معاندین میں بھی نہیں وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ شباب المسلمین کا سارا شور و شر اسی وقت تھا۔ جب تک کہ علماء سلسلہ بٹالہ پہنچ نہیں گئے۔ بعد میں تو وہ اپنے بل سے نکلنے کی ہمت نہیں کر سکے۔

شباب المسلمین کے فرار پر آخری مہر

چونکہ شباب المسلمین نے مناظرہ کے لئے صرف جلسے کے ایام ہی مخصوص کئے تھے۔ اور لکھا تھا۔ کہ "ہم اپنے سالانہ جلسہ پر جس کے ہر اجلاس میں ہزارہا کی حاضری ہوا کرتی ہے۔ جناب کو تبلیغ کا موقع بہم پہنچانے کا فخر حاصل کرتے ہیں"۔ اس لئے ۱۴ جون کو کامل طور پر اتمام حجت کرنے کے لئے مولوی اللہ دتا صاحب نے ناظم صاحب شباب المسلمین کو رقعہ لکھا۔ بلکہ شرائط کے تصفیہ کے لئے خود ان کے جلسہ گاہ میں گئے۔ لیکن وہ لوگ پھر بھی تیار نہ ہوئے۔ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے وہ خط و کتابت اس جگہ درج کر دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

ناظم صاحب شباب المسلمین بٹالہ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپکے اشتہار مشتہرہ ۱۲ جون کے جواب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کل ۱۳ جون ۱۹۳۱ء کو منسلکہ اشتہار شائع کیا گیا تھا آپنے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جناب لالہ ہربونش لعل صاحب بہادر مجسٹریٹ علاقہ نے اپنے روبرو تصفیہ شرائط کے لئے آپ کو پیغام بھیجا تھا۔ مگر آپ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے۔ اور نہ ہی حاضر ہوئے۔ میں آپ کی توجہ اشتہار منسلکہ کے نوٹ ۲ کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے مجھے اپنی طرف سے مباحثہ کرنے کا حق نیابت عطاء فرمایا ہے۔ میں وہ تحریری سند مجسٹریٹ صاحب علاقہ کو بھی دکھلا چکا ہوں۔ اور پبلک جلسہ میں پڑھ کر سنا چکا ہوں۔ آپ بواپسی مطلع فرما دیں۔ کہ آپ کس عالم کو پیش کرینگے۔ جو کہ کسی مقتدر انجمن یعنی آل انڈیا اہلحدیث انجمن۔ جمعیۃ العلماء ہند دہلی یا مدرسہ دیوبند کی طرف سے نیابت میں مناظرہ کریگا۔ اور سند نیابت پیش کریگا۔ آپ اس عالم کا نام تحریر فرما دیں۔ تاکہ میں اس کو مخاطب کر سکوں۔ اور آپ کے ہر طرح کے فرار کے بعد بھی اگر ممکن ہو۔ تو فیصلہ کن مناظرہ ہو جاوے۔

اگر آپ متذکرۃ الصدر سند کے ساتھ کسی عالم کو میدان میں پیش نہیں کر سکتے۔ تو پھر بھی ہم مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اس صورت میں ہم آپ کے عالم کے برابر عالم پیش کرینگے۔ اور وہ جماعت احمدیہ بٹالہ یا مقامی انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے نمائندہ ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہمارا جلسہ آج ختم ہو رہا ہے۔ اگر آپ بواپسی مناظرہ کے لئے آمادگی ظاہر کرینگے۔ تو ہم اب بھی ٹھہر جائینگے۔ مگر اندریں صورت شرائط کا جلد تصفیہ کرنا آپ کا فرض ہے۔

نوٹ۔ میں اپنی طرف سے سند نیابت عند الضرورت پیش کر سکتا ہوں

نوٹ ۲۔ سند نیابت کی نقل دیدی گئی ہے۔

(خاکسار:۔ ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل نمائندہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نزیل بٹالہ)

جناب مولوی اللہ دتا صاحب نمائندہ مرزا محمود احمد صاحب قادیان۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

آپ کی چٹھی ایسے وقت میں موصول ہوئی ہے۔ کہ ہم سالانہ جلسہ کی وجہ سے عدیم الفرصت ہیں۔ لہذا اس کا جواب آپ کی خدمت میں ارسال کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

(حاجی عبد الغنی ناظم شباب المسلمین بٹالہ۔ ۱۴/۶/۳۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ناظم صاحب انجمن شباب المسلمین بٹالہ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

اوّل۔ آپکا رقعہ ۸½ بجے شب گزشتہ میرے خط کے جواب میں موصول ہوا۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ "ہم سالانہ جلسہ کی وجہ سے عدیم الفرصت ہیں لہذا اس کا جواب آپ کی خدمت میں ارسال کر دیا جائیگا"۔ میں نے آپکے جواب کا انتظار اسوقت ۱۱ بجے تک کیا ہے۔ لیکن ہنوز کوئی جواب نہیں آیا۔ بلکہ جواب سے یہی جواب ہے۔ (۲) سالانہ جلسہ کی وجہ سے عدم فرصت کا عذر سراسر غلط ہے۔ اور مناظرہ بلکہ اس کی شرائط کے تصفیہ کو بھی جلسہ کے ایام کے بعد ڈالنا صاف لفظوں میں فرار ہے۔ کیونکہ آپ اپنے پہلے اشتہار میں صاف لکھ چکے ہیں "ہم اپنے سالانہ جلسے پر جس کے ہر اجلاس میں ہزارہا کی حاضری ہوا کرتی ہے۔ جناب کو تبلیغ کا موقعہ بہم پہنچانے کا فخر حاصل کرتے ہیں"۔ لہذا اب سالانہ جلسے کا عذر باطل اور غلط ہے۔ (۳) ہمارا اشتہار ۱۳ جون کو شائع ہو چکا ہے آپ نے اس کا اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم نے منادی کرائی۔ تب بھی آپ خاموش ہیں۔ چٹھی بھیجی اس پر بھی عذر و بہانہ ہے۔ کیا چیلنج دیکر اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ (۴) آپکے ذمہ وار رکن مولوی نور محمد صاحب نے کل ہمارے دوست میاں سعد محمد صاحب کو کہا۔ کہ ہم سے تصفیہ شرائط کر کے مناظرہ طے کر لو۔ مگر جب میں خود ان کے پاس آپکے جلسہ گاہ میں گیا۔ تو انہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے سند نیابت ملاحظہ کر کے اس کی ایک نقل بھی لے لی۔ اور کہا کہ ہم تحریری جواب ابھی بھجواتے ہیں لیکن آپنے عدم فرصت کا عذر تراش لیا ہے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ (۵) اب آپ کے جلسہ کا آخری دن ہے۔ اور ہم اسی لئے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ کہ آپ سے مناظرہ کریں۔ اسلئے بواپسی جواب مفصل سے مطلع کریں۔ چار بجے بعد دوپہر تک میں آپ کے جواب کا انتظار کرونگا۔ اسلئے جواب جلد بھیجیں لیت و لعل کر کے وقت نہ ٹالیں۔ فقط (خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل نزیل بٹالہ ۱۵/۶/۳۱ سوا گیارہ بجے دن :

اس آخری رقعہ کا جواب آج تک موصول نہیں ہوا۔ اور

۴- ہم اس کے لئے جلسہ ختم ہونے کے بعد ایک رات اور دن اور بٹالہ میں ٹھہرے رہے۔ تا جلسہ کی وجہ سے ان کے عدیم الفرصتی کے بہانے کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور نہ ہی امید ہے۔ کہ وہ کوئی صحیح جواب د

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں - یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے - یا مردہ پیدا ہوتے ہیں - اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں - اس مرض کے لئے حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں - یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں اور ان گھروں کا چراغ ہیں - جو اٹھرا کے رنج و الم میں مبتلا ہیں - کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے - قیمت فی تولہ عہ ::
شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۱۱ تولہ خرچ ہوتی ہیں - ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ عہ لیا جائیگا -

حب مقوی اعصاب
فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں - بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں - جوڑوں کا درد - درد کمر - تمام بدن کا درد - ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے - یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے رنگ سرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے خاص علاج ہیں ::

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ ؎

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

دوکان سرمہ ممیرا

اصل ممیرا کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حکیم خلیفہ اول علیہ الرضوان یہ سرمہ مقوی نظر ہے - اور ککروں کیلئے ابتدائی موتیابند - جالا - پھولا - پڑبال - آنکھوں سے پانی جاری ہو کر نظر کمزور ہو - یا دھوپ کی چمک سے تکلیف ہو - آنکھ دکھتی ہو - یا جالا پڑ گیا ہو یا سرخی یا خارش یا دھند ہو الغرض ہر قسم کی آنکھ کی بیماریوں کے واسطے نہایت مفید ثابت شدہ ہے - اگر کسی شخص نے دو تین ہفتہ استعمال کیا - اور اسکی تکلیف اس سے نہ ہٹے - وہ آدمی باقی سرمہ واپس کرے - اسکی قیمت میں واپس دونگا - اور قسم اول فی تولہ ۱؎ قسم خاص ہے ممیرا فی تولہ عہ ::

ملنے کا پتہ :- **احمد نور کابلی مقام قادیان دوکان سرمہ ممیرا**

ضرورت رشتہ

مجھے اپنے لئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے - بیوہ ہو - عمر قریباً ۲۵-۲۶ سال تک ہو - شریف احمدی - امور خانہ داری سے اچھی طرح واقف ہو - قومیت کا کوئی لحاظ نہیں - میری قوم ارائیں ہے اور گھڑی سازی و بائیسکل کا کام بٹھنڈا میں اچھی طرح چلتا ہے قریباً ایکصد روپیہ ماہوار آمدنی ہے - ضرورتمند احباب پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں -
مستری محمد یوسف احمدی - گھڑی و سائیکل مرچنٹ بٹھنڈا ریاست پٹیالہ

نئی ایجاد

ایک نہایت مجرب دوائی اکسیر تسہیل ولادت مستورات کے لئے خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے - بلا تامل منگاؤ - اور اس کے خداداد اثر کا مشاہدہ کرو - کہ کس طرح ولادت کی نازک اور مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں - قیمت معہ محصولڈاک ۲ ؎ ::

ملنے کا پتہ :- مینیجر شفا خانہ دلپذیر بھلوال ضلع سرگودہا

جدید انگلش ٹیچر کو دیکھکر
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط یاد آگیا

جناب ماسٹر ملیح الدین صاحب ہائی سکول بڑودہ کا نیوڈ فرماتے ہیں آج تک میری نظر میں دو کتابیں لڑکوں کی صحیح ہدایت کیلئے درجہ اول کی دکھتی تھیں - لیکن آپ جدید انگلش ٹیچر مصنف ماسٹر صدیق الحسن خاں کو دیکھ کر خدا کا کلام فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط یاد آگیا - درحقیقت یہ کتاب بھی اپنی نظیر آپ ہی ہے - براہ مہربانی ایک اور کتاب اس پتہ پر ارسال کر کے ممنون فرمائیں -

جناب آمنہ بیگم صاحبہ دختر جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فوجی جمعدار قادیان تحریر فرماتی ہیں - جدید انگلش ٹیچر کو جیسا سنا کرتی تھی - اس سے اولیٰ اور بہتر پایا - میں نے انگریزی میں کافی سے زیادہ لیاقت حاصل کی ہے - اور انگریزی گرامر سے خوب واقفیت ہو گئی ہے - جس کیلئے میں مصنف کی بہت مشکور ہوں - کیونکہ اس کے بغیر میں انگریزی میں اسقدر لیاقت نہ حاصل کر سکتی تھی - وہ لوگ جو اپنی پردہ دار لڑکیوں کیلئے گھر میں استاد نہ رکھ سکتے ہوں - ان کیلئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہو گی - قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک - اگر لائق استاد کی طرح انگریزی نہ سکھائے تو کل قیمت واپس منگوالیں ::

قمر برادرز (الف) شملہ

سیرۃ النبی جلد ثالث پر تنقیدی نظر

ہر احمدی پر اس کا دیکھنا فرض ہے - باعث ازدیاد ایمان ہوگا - سیرۃ النبی جلد ثالث پر ناقدانہ نظر ڈاکٹر محمد عمر صاحب پی - ایم - ان لغزشوں پر عملی روشنی ڈالی ہے - جو مصنف نے اس معرکہ کی کتاب میں کی ہیں - اور یہ ضروری کر دیا ہے - کہ جو لوگ سیرۃ جلد ثالث پڑھیں - وہ اس تنقید پر بھی نظر ڈالیں - اس کتاب کی چند کاپیاں باقی ہیں قیمت فی جلد ۸؍ - ملنے کا پتہ

شوکت تھانوی نزد محل امام باڑہ آغا باقر لکھنؤ

بخار کی چٹکی

اس امریکن دوا کی تین چٹکی - تھوڑے گرم پانی میں ملا کر پندرہ منٹ کے بعد دینے سے ہر قسم کا بخار - زکام - پسلی - پلیگ - موتی جھرہ - چیچک - پتلے ہرے دست آنا - لو اور گرمی کا اثر دفع ہو جاتا ہے - مقوی ہے - ٹانک کا کام دیتی ہے - آزمائش شرط ہے -

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم - ڈی - ایچ - ایس
بیری اکبر پور کانپور

وصیتیں

نمبر ۳۳۴۴:۔ میں عائشہ بی بی زوجہ محمود خان صاحب گوجر ساکن جوڑہ جلالپور تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت از قسم زیورات و حق مہر مبلغ یکصد روپیہ کی ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور میرے مرنے کے بعد جس قدر متروکہ ثابت اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط ۱۷ مارچ ۱۹۳۱ء۔ العبد۔ نشان انگوٹھہ سماۃ عائشہ بی بی زوجہ محمود خان۔ گواہ شد:۔ رحمت خان ولد میاں غلام یسین سکنہ جوڑہ جلالپور۔ گواہ شد۔ محمود خان سکرٹری انجمن احمدیہ جیجہ وطنی ضلع منٹگمری خاوند موصیہ۔

نمبر ۳۳۴۵:۔ میں فضل کریم ولد شیخ کرم الہی ساکن اکال گڑھ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ یہ جائداد مالیتی قریباً نو ہزار روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اسی جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۹۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد:۔ شیخ فضل کریم سٹیشن ماسٹر لارنس پور۔ گواہ شد:۔ جعفر خان ٹھیکیدار گوالڑہ ضلع اٹک۔ گواہ شد:۔ عبدالکریم احمدی گڈس کلرک لارنس پور۔

نمبر ۳۳۴۳:۔ میں محمد عبداللہ ولد میاں نادر قوم ترکھان ساکن سید والہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد پندرہ روپے اندازاً ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد عبداللہ بقلم خود گواہ شد۔ احمد دین زرگر۔ گواہ شد:۔ محمد شریف وکیل منٹگمری

نمبر ۳۳۴۶:۔ میں راجہ محمد زمان خاں ولد راجہ محمد حسن خاں قوم قریشی ساکن نوتامٹی ڈاکخانہ یاڑی پورہ تحصیل کولاگام سری نگر کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) ملازمت (پٹواری مال) تنخواہ ماہوار ۔ روپیہ (۲) آمدنی جاگیر سالانہ ۔ روپیہ (۳) مکان رہائشی ۔ روپیہ (۴) دوکان چوبی پانصد روپیہ مندرجہ بالا میری جائداد ہے اسی آمدنی اور اسی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی تحریر کر دیتا ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ محمد زمان خاں جاگیر دار نوتہ مٹی گواہ شد۔ راجہ ولی محمد خاں جاگیر دار یاڑی پور گواہ شد:۔ فضل الرحمن خاں سیکرٹری جماعت احمدیہ یاڑی پور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

— حسب قرارداد ۲۳ جون کو مغل پورہ کالج پر پکٹنگ کیا گیا۔ مسلم رضاکار رات کے چار بجے وہاں پہنچ گئے۔ اور ۵ بجے ہی انہوں نے کالج کی عمارتوں ہوسٹل اور کھیل کے میدان سب کا محاصرہ کر لیا۔ رات کے تین بجے گورنمنٹ کی طرف سے نوٹس لگا دیا گیا تھا۔ کہ امتحان غیر معین وقت تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اور نئی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائیگا۔ مگر امیدواروں کو چونکہ اطلاع نہ تھی۔ اس لئے وہ آنے شروع ہوئے اور پکٹنگ کی وجہ سے ایک بھی داخل نہ ہو سکا۔ امتحان ملتوی ہونے کی وجہ سے ساڑھے دس بجے تمام لوگ واپس آ گئے۔ رضاکاروں کے ساتھ ہزارہا اشخاص کا ہجوم تھا۔ شہر لاہور میں مسلمانوں نے ہڑتال کی۔ التوائے امتحان کے علاوہ پرنسپل کو حکم دیا گیا ہے کہ دوران تحقیقات میں وہ لاہور نہ آئیں۔ بلکہ شملہ میں ہی رہیں۔

— مستی دروازہ لاہور کے اندر بیگم شاہی مسجد کی نالیوں وغیرہ کے متعلق سکھوں اور مسلمانوں میں جو تنازعہ ہے۔ ۲۲ جون کو اس نے نازک صورت اختیار کر لی۔ پولیس نے تین مسلمانوں اور تین سکھوں کو گرفتار کر لیا۔

— سنڈیکیٹ پنجاب یونیورسٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ایف۔ اے کے امتحان کے لئے ڈلہوزی کو بھی مرکز بنایا جائے۔ وہاں امتحان دینے والے امیدوار اپنے اپنے کالج کے پرنسپل کی وساطت سے اپنی درخواستیں معہ دو مصدقہ فوٹو کے ۳۰ جون تک رجسٹرار کے دفتر میں بھیجدیں

— ہندوؤں کی فتنہ انگیزی سے اقلیتوں کی جو کانفرنس ۲۷۔۲۸ جون کو منعقد ہونے والی تھی۔ وہ ۴۔۵ جولائی تک ملتوی کر دی گئی ہے ؛

— پنڈت جواہر لال نہرو نے پونا میں اچھوتوں کے ایک لیڈر سے دوران ملاقات میں کہا۔ کہ سوراجیہ میں وہ مندر ضبط کر لئے جائیں گے۔ جن میں اچھوتوں کو داخلہ کی ممانعت ہوگی

— برما میں ہندوستانیوں کی نازک پوزیشن کے متعلق وائسرائے ہند سے ملاقات کرنے کے لئے ۲۲ جون کو ایک وفد شملہ پہنچا ہے۔

— بنگال کے کوری گرام سب ڈویژن میں ایسا ہولناک قحط پڑا ہوا ہے کہ لوگ درختوں اور سن کے پتوں کو ابال کر شکم پری کرتے ہیں۔ اور جنگل کا گھاس پھوس تک کھاتے جا رہے ہیں۔ ڈاکے اور چوریاں بکثرت ہو رہی ہیں ؛

— ۲۲ جون کو پشاور میں یوم قوانین سرحد منایا گیا۔ کانگریس کمیٹی اور نوجوان بھارت سبھا نے بھی جلوس نکالے اور شاہی باغ میں ایک شاندار پبلک جلسہ کیا گیا۔

— معلوم ہوا ہے کہ جولائی کے پہلے ہفتہ میں لاہور میں ایک پراونشل مسلم کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کیا جا سکے۔

— ملزمان مقدمہ سازش دہلی نے عدالت میں آنا منظور کر لیا ہے۔ جس کی وجہ پنڈت جواہر لال نہرو کی مداخلت بتائی جاتی ہے۔ ان کے مطالبات حکومت نے تسلیم نہیں کئے۔

— ۲۲ جون کو دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے۔ وزیر ہند نے کہا۔ ابھی مسٹر گاندھی اور دیگر کانگرسی لیڈروں کو گول میز کانفرنس میں شمولیت کی دعوت نہیں دی گئی۔

— نارائن گنج سب ڈویژن میں ڈاکوؤں اور پولیس میں تصادم ہو گیا۔ فریقین نے گولی چلائی۔ جس سے دو کانسٹیبل زخمی اور ایک ڈاکو ہلاک ہو گیا۔ دو ڈاکو گرفتار کر لئے گئے۔

— لائل پور سے چند جانگلی عدالت کے فیصلہ پر ایک عورت کو حاصل کر کے آ رہے تھے۔ کہ سالار والہ سٹیشن سے جب گاڑی چلی۔ تو فریق ثانی کے بیس کے قریب آدمیوں نے پتھر برسانے شروع کر دئے گئے گاڑی کھڑی کر لی گئی۔ اور جنگ شروع ہو گئی۔ کئی آدمی زخمی ہوئے اور بڑی مشکل سے یہ ہنگامہ فرو ہوا۔

— ۲۲ جون لارڈ ارون نے دارالعوام میں کنسرویٹو انڈیا پارٹی کے سامنے ہندوستان کی صورت حالات پر تقریر کی۔ جس کے دوران میں کہا۔ انگریزوں کا رعب اب ہندوستان میں ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ ہندو مسلم سوال کو ہندوستان خود بخود حل نہیں کر سکیگا۔ لیکن امید ہے کہ گول میز کانفرنس کے دور ثانیہ میں اختلاف مٹ جائینگے

— جموں کا وہ پولیس افسر جس نے خطبۂ عید میں مداخلت بیجا کی تھی۔ بری کر دیا گیا ہے۔ ۲۴ جون کو مسلمانوں نے اس فیصلے کے خلاف احتجاجی جلسے کئے۔ اور ۲۵ جون مکمل ہڑتال اور فاقہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

— ۲۳ جون کو پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں امرتسر کانگریس کمیٹی کے اختلافات کا مسئلہ پیش ہوا۔ ڈاکٹر کچلو کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے غازی عبدالرحمٰن پارٹی کو ناجائز قرار دیا گیا۔

— ۲۴ جون کو لاہور میں یہ افواہ پھیل گئی۔ کہ مغل پورہ کالج کے ایک ہندو پروفیسر نے گولی مار کر ایک مسلمان مالی کو زخمی کر دیا ہے۔ مگر ڈپٹی کمشنر نے اشتہار شائع کر کے اس کی تردید کی۔ واقعہ صرف یہ تھا۔ کہ پروفیسر مذکور نشانہ بازی کی مشق کر رہا تھا۔ کہ ایک گولی اس جگہ کے قریب جا گری۔ جہاں مالی کام کر رہے تھے۔ اس سے کوئی نقصان نہ ہوا۔

— معلوم ہوا ہے رائل لیبر کمیشن کی رپورٹ ۲ جولائی کو شائع ہو جائے گی۔

— سکھوں کے اکالی دل نے فیصلہ کیا ہے کہ گول میز کانفرنس میں ان کے دو مزید نمائندے لئے جائیں۔ ورنہ وہ کسی دستور اساسی کو منظور نہ کریں گے۔ جو بات کی غدا کی قسم لاجواب کی۔

— کلکتہ کے ایک ہندو اخبار نے یہ خبر شائع کی ہے کہ تازہ مردم شماری سے معلوم ہوا ہے صوبہ بنگال میں ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ اس لئے حکام اس کی اشاعت سے گھبراتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس سے مردم شماری کرنے والے ہندوؤں کی کارستانی ظاہر ہے۔ اس کے سوا ہندوؤں کی تعداد بڑھنے کی وجہ کوئی نہیں ہو سکتی۔

— اوٹکمنڈ۔ ۲۳۔ جون۔ تخفیف کمیٹی نے آج محکمہ جیل کے مصارف پر غور و خوض کیا۔ اور اس تجویز کی حمایت کا فیصلہ کیا۔ کہ سو پلا قیدیوں کو جیل سے فی الفور رہا کر دیا جائے اور سال کے اختتام سے پیشتر جیل کو بند کر دیا جائے۔

— لنڈن۔ ۲۳۔ جون۔ برٹش پارلیمنٹ میں یہ قانون پاس ہو گیا ہے۔ کہ حاملہ عورتوں کو پھانسی کی سزا نہ دی جایا کرے۔ کسی پارٹی نے اس کی مخالفت نہیں کی

— بالر گھاٹ۔ ۲۳۔ جون۔ اس ڈویژن میں مالی مشکلات بے حد بڑھ گئی ہیں۔ لوگ سخت مصیبت میں ہیں۔ امیر غریب سب پیسہ پیسہ کے محتاج ہیں۔ اناج کا قحط نہیں۔ غلہ بے شمار پڑا ہے۔ لیکن کسی کے پاس خریدنے کو کوڑی نہیں۔ کسانوں کے متعلق دردانگیز اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک کسان نے ۷ دن کی فاقہ کشی کے بعد گاؤں کے ساہوکار پر حملہ کر دیا۔ اور مطالبہ کیا کہ یا تو وہ اسے کچھ روپیہ دیدے بلوہ اسے قتل کر دے گا۔ ساہوکار نے ڈر کے مارے اسے ایک روپیہ دیا۔ حملہ آور روپیہ لے کر فوراً بازار گیا۔ اور سامان خرید کر اس نے بال بچوں کا پیٹ پالا۔ اس قسم کی کئی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔

— سری نگر۔ ۲۱ جون۔ سنا ہے کہ مسٹر ویکفیلڈ فارن پولیٹیکل و آرمی منسٹر نواب خسرو جنگ صاحب ہوم و پی۔ ڈبلیو ڈی۔ منسٹر و رائے بہادر میجر جنرل ٹھاکر جنگ سنگھ صاحب ریونیو منسٹر کی ملازمت کی میعاد تین تین سال بڑھا دی گئی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا